مجلس انصار اللہ یوکے علمی تعلیمی تربیتی مجلہ

انصار الدین

ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۵ء تبوک، اخاء ہجری شمسی ۱۳۹۴ جلد ۱۲ شمارہ ۵



سالانہ اجتماع ۲۰۱۵



﴾بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴿

انصارالدین

جلد 12　نمبر 5

ستمبر و اکتوبر 2015ء

فہرست مضامین

انصاراللّٰہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیرالمومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے
روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں
اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

صدر مجلس انصاراللّٰہ
چودھری وسیم احمد

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر: محمود احمد ملک

نائبین: حبیب الرّحمٰن غوری، صفدر حسین عباسی

مینیجر: محمود علی مرزا
ترسیل: سعادت جان (انچارج)
محمد یوسف، ناصر احمد میر،
محمد اعظم خان، سلیم احمد

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF　e-mail address: ansaruddinuk@hotmail.com

درس القرآن

وَاعْبُدُوْا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔ (سورۃالنساء:37)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی، اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گو براہ راست نہیں لیکن احسان کے رنگ میں جن باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ، یہ کرو۔ ان سے سلامتی کا پیغام دنیا کو پہنچتا ہے اور ہر اس طبقے کو پہنچتا ہے جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اگر ایک انسان، ایک مسلمان، ایک مومن اس پر عمل کرے تو معاشرے میں سلامتی کی فضا قائم ہونا یقینی امر ہے۔ اس ایک آیت میں محبت، صلح اور سلامتی کا معاشرہ قائم کرنے کے لئے جو ہدایات بیان کی گئی ہیں وہ گیارہ ہدایات ہیں جن پر عمل کر کے ایک خوبصورت معاشرہ جنم لے سکتا ہے جو سلامتی کی خوشبو سے معطر معاشرہ ہوگا۔

اس آیت میں پہلی بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرو، وہ بات جو اللہ تعالیٰ کے حق سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ فرمایا وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، ایک مسلمان تبھی مسلمان کہلا سکتا ہے جب اسلام کے اس بنیادی مقصد کو سمجھنے والا ہو جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس مقصد کو حاصل کئے بغیر اسلام کی حقیقی روح پیدا نہیں ہوسکتی، خدا تعالیٰ کی صفات کا ادراک نہیں ہوسکتا اور ایک انسان، ایک مومن صفت اَلسَّلَام سے آشنا ہونے کی وجہ سے اس کی برکات سے فیضیاب نہیں ہوسکتا۔ پس اس بنیادی چیز کو ہر مسلمان مومن کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے تا کہ سلامتی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اس سے خود بھی فیضیاب ہو سکے اور اپنے ماحول کو بھی اس سے فیض پہنچا سکے۔ جب اس حقیقت کو سمجھ لو، جب اس مقصد کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لو، تو فرمایا پھر حقوق العباد کی کوشش کرو، اس کے قیام کی کوشش کرو، جس کی اس آیت میں تفصیل بیان کی گئی ہے کہ یہ نیک سلوک جو تم ایک دوسرے سے کرو گے، معاشرے کی سلامتی کی ضمانت بن جائے گا۔ پھر آخر میں جس بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے بھی ہے اور بندوں کے حقوق سے بھی ہے۔ یہ احکام الٰہی معاشرے کے ہر طبقے میں صلح، سلامتی اور پیار کی فضا پیدا کرنے اور قائم کرنے کی ضمانت دیتے ہیں۔

(حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 2007ء سے انتخاب)

حدیث النبی ﷺ

یقین کے حصول کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا اور ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا اور آخرت میں تیری کرامت کا شرف حاصل ہوجائے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا قام من اللیل)

نیکی میں پہل کرنا

حضرت ابوایوبؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو ادھر ادھر منہ پھیر لیں۔ فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ)

شگفتہ مجلس

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو سے زیادہ مجالس میں بیٹھا ہوں۔ ان میں صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصے سناتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سنتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔ (جامع ترمذی کتاب الادب باب فی انشاد الشعر)

بخشش خدا کا اختیار ہے

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ مَیں نے اسے بخش دیا اور جس شخص نے یہ کہا تھا، اس کے اعمال ضائع کر دیئے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البر و الصلۃ۔ باب النھی عن تقنیط الانسان)

روحانی نہر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر بہتی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس پر کچھ گندگی باقی رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کوئی گندگی نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے جن کے ذریعہ اللہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب المشی الی الصلوٰۃ حدیث نمبر: 1071)

امام ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے''۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام)

کلام الامام علیہ السلام

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مومن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔...... سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پرواہ نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پرواہ نہیں رکھنی چاہئے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکّی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے، اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے، اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔ جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفّاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہیے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ505-507 جدید ایڈیشن)

فرمودات
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں...... وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ممبران جماعت کے لئے ان کے سامنے کچھ مقاصد پیش کئے جو کہ قومی ترقی کے لئے، نسلوں کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری تھے۔ ایک تنظیم کا قیام فرمایا اور اس کا نام انصاراللہ رکھا۔ اس سے پہلے خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں جن کاموں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی وہ پانچ کام ہیں جن کو ہر فرد جماعت کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور عمر کے لحاظ سے سب سے زیادہ انصاراللہ کو اس پر توجہ دینی چاہئے اور وہ کام یہ ہیں۔ نمبر ایک تبلیغ کرنا۔ نمبر دو قرآن پڑھنا۔ نمبر تین شرائع کی حکمتیں بیان کرنا۔ نمبر چار اچھی تربیت کرنا۔ اور نمبر پانچ قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔ آپ نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ اگر یہ پانچ باتیں آپ میں پیدا ہو گئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرین کا بھی یہی کام ہے جو صحابہ نے کیا اور صحابہ کے یہی پانچ اہم کام تھے اور یہی ہم نے کرنے ہیں۔

تبلیغ ہماری ذمہ داری ہے۔...... اور اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنی ہے۔ انصار کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں تبلیغ میں بہت ساری سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی وجوہات ہیں۔ اس عمر میں طبیعت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ جذبات پر کنٹرول بھی عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ خیالات بھی mature ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر علم اور تجربہ بھی اس حد تک ہو جاتا ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نوجوانوں کو بھی تبلیغ کے طریقے سکھا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سب سے زیادہ انصاراللہ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں سرگرم ہونا چاہئے۔

پھر قرآن پڑھنا ہے اس میں انصار کو خود بھی توجہ دینی چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہئے کیونکہ جب تک ہم قرآن پڑھ کر سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے پر اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پھر شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے۔ جو احکامات ہیں ان کو آگے بیان کرنا، اس کے لئے بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

پھر تربیت ہے۔ انصاراللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے کہ اس میں آپ تو تربیت کر سکتے ہیں لیکن آپ کی تربیت کرنی مشکل ہے۔ تو اس کیلئے بڑا آسان اصول ہے کہ آپ کے ذمہ تربیت کرنے کا جو فرض لگایا گیا ہے اس کو پورا کریں۔ بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اپنی تربیت بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی جائے گی۔

پھر قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ اس طرف بھی اگر سب توجہ دیں گے تو اقتصادی لحاظ سے بھی، جماعتی لحاظ سے بھی اور قومی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مضبوط بنائیں گے۔

(سالانہ اجتماع انصاراللہ یوکے 2003ء سے خطاب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی الاصل ہونا اور آپؑ کے آباؤ اجداد کی سمرقند سے ہجرت

(انجینئر محمود مجیب اصغر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشۂ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہوگئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا......''۔

اس کے حاشیہ میں تحریر فرمایا:

''عرصہ سترہ اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات مَیں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ حصّہ دوم میں درج کر دیئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خُذوالتوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو۔ اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لَو کَانَ الایمان معلقًا بالثّریّا لنالہٗ رجلٌ مِن فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلّق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے انّ الّذِیْنَ کَفَرُوْا ردّ علیھم رجل من فارس شکراللّٰہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو ردّ کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اوّلین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللّٰہ۔ منہٗ''

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 163-162۔ حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ)

سمرقند کا نام قدیم فارسی کے الفاظ ''اسمارا'' بمعنی پتھر یا چٹان اور ''قند'' بمعنی قلعہ یا قصبہ کا مرکب ہے جس کا مطلب ہے چٹانی قلعہ۔ سمرقند 1370ء سے 1501ء تک عظیم سلطنت فارس کا دارالحکومت رہا ہے۔ وسط ایشیا میں سمرقند زمانہ قدیم سے چین اور مغرب کے درمیان شاہراہ ریشم کے وسط میں واقع ہے اور اسلامی تعلیم اور تحقیق کے مرکز کے طور پر جانا جاتا ہے۔ 2008ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 596300 ہے جو زیادہ تر فارسی بولنے والے تاجکوں پر مشتمل ہے۔

1370ء میں امیر تیمور نے اسے اپنی عظیم مملکت کا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ کیا اس وقت یہ عظیم مملکت (فارس) ہندوستان سے ترکی تک پھیلی ہوئی تھی۔ امیر تیمور نے یہاں بڑی عظیم عمارتیں تعمیر کیں۔ امیر تیمور کے بعد یہ مملکت مختلف حصوں میں تقسیم ہونی شروع ہوگئی حتّٰی کہ 1550ء تک ازبک قبائل نے وسطی ایشیا کا اکثر حصہ اپنے تصرّف میں لے لیا۔ انیسویں صدی کے وسط سے بیسویں صدی کے آخر تک وسط ایشیا کا اکثر رقبہ روسی شہنشاہت کے زیرنگیں رہا اور اس کے بعد سوویت یونین اس پر قابض ہوگئی۔ 1924ء سے 1930ء تک سمرقند USSR کے صوبہ Uzber SSR کا صدر مقام رہا اور USSR کی تحلیل کے بعد اب یہ ازبکستان کے ملک میں واقع ہے اور ازبکستان کا دوسرا بڑا شہر اور صوبہ سمرقند کا دارالحکومت ہے۔ 2750 سال قدیم اس شہر کو اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسکو کی جانب سے عالمی ثقافتی ورثہ قرار دیا گیا ہے۔

سمرقند کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت امام بخاریؒ کا یہاں مزار ہے۔ عمر خیام نے بھی یہیں تعلیم حاصل کی۔ امیر تیمور کے زمانے کی کئی شاہکار عمارتیں اب بھی سمرقند کی اہمیت کا باعث ہیں مثلاً ریگستان کی مسجد اور مدرسہ، امیر تیمور کی ملکہ کے نام پر بی بی خانم مسجد اور امیر تیمور کا مقبرہ (گورِ امیر) اور الغ بیگ کی علم ہیئت کی رصدگاہ وغیرہ۔

آج سمرقند دو حصوں میں تقسیم ہے۔ نئے شہر میں حکومتی ادارے، صنعتیں اور ثقافتی مراکز اور اعلیٰ تعلیمی ادارے وغیرہ شامل ہیں جبکہ پرانے شہر میں تاریخی یادگاریں، دکانیں، ورکشاپیں اور پرانے رہائشی مکانات ہیں۔ اب بھی یہ ملٹی کلچرل شہر ہے جس میں قریباً ایک سو قومیتوں کے لوگ آباد ہیں۔ زیادہ تر لوگ فارسی بولتے ہیں۔ دراصل فارسی ہی وہ زبان ہے جو مسلمانوں میں عربی کے بعد سب سے زیادہ رائج ہوئی اور بہت سا مفید لٹریچر اور فارسی منظوم کلام نے عالمی شہرت حاصل کی۔ وسط ایشیا اور اس کے اردگرد کے کئی ممالک میں فارسی ثقافتی زبان کے طور پر اُبھری اور کئی ملکوں میں برسوں درباری زبان بنی رہی۔ اسلامی لٹریچر میں سمرقند نے ایک نیم پرانیک (Semi Mythological) حیثیت حاصل کرلی ہے اور اس کو اسلامی فلسفہ اور اعتدال پسندی کے نمونہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

سمرقند کی غیر معمولی حیثیت کے باعث اس کے مرکزی حصہ ریگستان چوک (Registan Square) پر اس شہر کا نشان دکھایا جاتا ہے جو اس کی عظیم تاریخ کا علمبردار ہے۔

مجلس انصاراللہ یوکے کے سالانہ اجتماع 2015ء کے موقع پر
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

اس سال مجلس انصاراللہ اپنی مجلس کے قائم ہونے کے 75 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے۔ اکثر جگہوں پر ان پروگرامز کے مطابق یہ جوبلی منائی گئی۔

پس 75 سال پورے ہونے پر یہاں کی انصاراللہ بھی اور دنیا کی انصاراللہ کی تنظیمیں بھی یہ جائزے لیں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں کس قدر حصہ لیا ہے۔

صرف انصاراللہ کا ممبر ہونا تو مقصد نہیں ہے بلکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنا اصل مقصد ہے تبھی ایک کے بعد دوسری نسل اس کام کو سنبھالنے کے لئے آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تبھی ہم اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے۔

تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ تبھی ہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے انصار میں شمار ہوسکیں گے اور ہم حقیقت میں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے والے کہلا سکیں گے۔

اس بات کو سمجھنے کیلئے کہ انصار اللّٰہ کون ہیں؟ لفظ حَوَاری کے مختلف لغوی معانی کا بیان اور اس حوالہ سے انصار کو اہم نصائح

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس سال سے اوپر والے افراد جماعت پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے آپ کی تنظیم کا نام ''انصاراللہ'' رکھا تا کہ اس عمر میں جب ہر لحاظ سے انسان پختہ ہو چکا ہوتا ہے تو وہ اپنے تجربے اور صلاحیت سے جماعت کے لئے ایک مفید وجود بن سکے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی دنیاوی بادشاہتوں کے ساتھ دین سے دور جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ہوگی۔ بادشاہوں کو اپنی بادشاہت کا زُعم نہیں ہوگا بلکہ وہ آپ علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہ آپ کی تعلیم کو اپنانے والے ہوں گے۔ یہ زمانہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ آئے گا جب بادشاہ مجبور ہوں گے کہ مسیح محمدی کو مانیں۔

اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے اور ہم وہیں کھڑے ہیں تو ہم نام کے انصاراللہ ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی قربانیوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی عملی، اخلاقی حالتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی ان کوششوں کو دیکھنا ہے جو دین کو پھیلانے کے لئے ہم کر رہے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے
اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیئے ہوئے وعدے کے مطابق وہ آپ کو عبادت کرنے والے بھی عطا فرمارہا ہے
اور آپ کو آپ کے پیغام کو آگے پہنچانے والے بھی عطا فرمارہا ہے۔

نَواحمدیوں میں نمایاں پاک تبدیلیوں، نمازوں کے قیام اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی اور غیرمعمولی توجہ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

اگر صرف عاملہ ممبران ہی مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک نماز باجماعت کی طرف توجہ کریں
تو پینتیس سے پچاس فیصد حاضری تو انہیں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر انصار اس سلسلہ میں اپنے نمونے دکھائیں
تو خدّام تو پھر خود بخود ان کے نمونے دیکھ کر عمل کرنے شروع کر دیں گے۔

آج انصار اللہ کی تنظیم کو 75 سال پورے ہونے کا اگر ہم صحیح فیض اٹھانا چاہتے ہیں یا اس لئے منارہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے
شکر گزار بنیں تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی باتوں کو سن کر اس پر عمل کریں۔ اپنے دلوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنائیں۔

ہر جگہ انصار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ کریں۔
قرآن کریم کی تعلیم کو جہاں اپنے پر لاگو کریں وہاں اگلی نسلوں کی بھی فکر کرتے ہوئے
اُنہیں بھی اسی انعام سے وابستہ رکھیں جو انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں
اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں دیا ہے۔ اور پھر نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

ارشادفرمودہ بتاریخ 20/ستمبر 2015ء بروز اتوار بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن (لندن)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس سال جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجلس انصار اللہ اپنی مجلس کے قائم ہونے کے 75 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے۔ اس حوالے سے مختلف ممالک میں مجالس انصار اللہ نے پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ اکثر جگہوں پر ان پروگرامز کے مطابق یہ جوبلی منائی گئی۔ مجلس انصار اللہ یوکے نے بھی اس حوالے سے اس سال کے اجتماع پر بیرونی ممالک کے صدران انصار اللہ اور نمائندگان کو اجتماع انصار اللہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس دفعہ یورپ اور بعض اور ممالک کے انصار اللہ کے نمائندگان آج یہاں شامل ہیں۔

جوبلی منانا اچھی بات ہے۔ یہ بہت سی باتوں کی طرف توجہ بھی دلاتی ہے اور اس کے منانے کے حوالے سے بعض اہم منصوبوں کو انجام دینے کی طرف خاص توجہ پیدا ہوتی ہے، وعدے کئے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اپنے جائزے لئے جاتے ہیں۔ پس اگر اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے 75 سال منا رہے ہیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ اگر صرف خوشی اور ہاہُو ہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن انصار اللہ کے بہت سے ایسے ممبران بھی ہیں جو صرف جوبلی منانے کی خوشی تک ہی محدود رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جوبلی منائی اور کام ختم ہو گیا بلکہ بہت سے عہدیداران بھی جس ذوق و شوق سے جوبلی اجتماع اور پروگراموں کو سرانجام دینے کے لئے کوشش کر رہے ہیں ان میں بھی چند دن بعد وہی عام سستی طاری ہو جائے گی۔ اگر ہم نے صرف عارضی خوشی منانی ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے۔

قوموں کی زندگی میں 75 سال کوئی ایسی چیز نہیں ہوتے جس کو بڑی کامیابی

سمجھ لیا جائے اور صرف خوشی منا کر ہم بیٹھ جائیں اور کہتے پھریں کہ دیکھو ہماری تنظیم 75 سال سے قائم ہے۔ دنیا میں کئی تنظیمیں ہوں گی جنہوں نے 75 سال بلکہ 100 سال منائے ہوں گے لیکن آہستہ آہستہ ان کو وہ مقصد یاد نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے وہ قائم کی گئی ہوتی ہیں یا مصلحتوں اور ممبران کے مفادات کا شکار ہو کر وہ اپنے بنیادی مقصد سے دُور چلی جاتی ہیں۔ اگر وہ تنظیمیں دنیا کے فائدے کے لئے بنائی گئی ہوں تو ایک عرصے کے بعد دنیا ان کے فوائد سے محروم ہو جاتی ہے۔ بیشک ان کے بجٹ بڑے بڑے ہوتے ہیں، بیشک وہ بظاہر طاقتور نظر آتی ہیں لیکن ان کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہوتی ہیں کیونکہ اصل مقصد سے وہ دُور ہٹ گئی ہوتی ہیں۔ اگر بہت بڑے بڑے بجٹ ہیں اور بیشک آمد ہو رہی ہو تو مفاد پرست طبقہ ہی بجٹ سے بھی فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ یا اگر وہ ملکوں کی تنظیم ہے تو طاقتور ملک ہی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ یا صرف اس حد تک دوسروں کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے جب تک کہ بڑے بڑے ممالک یا ملکوں کے مفادات متاثر نہ ہوں۔ گویا کہ اصل مقصد وہ نہیں ہوتا جس کی بنیاد پر یہ شروع کی گئی تھیں بلکہ اپنے مفادات ہو جاتے ہیں۔ جس روح کے ساتھ تنظیم کو چلانے کا شروع میں دعویٰ کیا جاتا ہے اسے وہ بھول جاتے ہیں۔ دنیاوی تنظیموں میں اس کی سب سے بڑی مثال اس وقت یو این او (UNO) ہے جس کے 70 سال پورے ہو گئے ہیں اور وہ بھی اسے منا رہے ہیں۔ اور بہت سے تبصرہ کرنے والوں نے اس کے بارے میں تبصرہ کیا ہے۔ کالم لکھے ہیں کہ اس نے اپنے بنیادی مقصد سے ہٹ کر کھویا زیادہ ہے اور پایا کم ہے۔ تو یہ تو دنیاوی تنظیموں کا کام ہے اور ان کی حالت ہے۔ لیکن روحانی جماعتوں میں جو تنظیمیں قائم ہوتی ہیں ان کی بنیاد خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی خوشیاں ظاہری دنیاوی خوشیاں نہیں ہوتیں، نہ ہونی چاہئیں۔ پس یہ خوشی ہم نے حاصل کرنی ہے تو اس کے لئے ایک کے بعد دوسری نسل کے انصار کو ایک مسلسل جدوجہد کے ساتھ اپنے مقاصد کو زندہ رکھنا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انصاراللہ قائم فرمائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سامنے رکھتے ہوئے، جس میں ایک ایسے نبی کے مبعوث ہونے کی دعا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ملتا ہے کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (البقرة:130)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اے ہمارے ربّ! تو اُن میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث فرما۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ جو اُن پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 265)

پس یہ ہے وہ مقصد، یہ ہیں وہ باتیں جن کو آپ نے سامنے رکھا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنانے والا ہو، جو شریعت کے احکام اور اس کی حکمتیں سمجھانے والا ہو، جو تزکیہ کرنے والا ہو۔ یہ رسول کیلئے دعا مانگی گئی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ اور پھر سورۃ جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے آخرین میں بھی ایسے نبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے آنے کا ذکر فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے پہنچانے والا ہو۔ اور پھر اس حوالے سے باقی ذیلی تنظیموں کی طرح انصاراللہ پر بھی یہ ذمہ داری ڈالی کہ تمہارا کام بھی تبلیغ کرنا ہے۔ قرآن کریم پڑھانا ہے۔ اس کی شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے۔ اچھی تربیت کرنا ہے۔ قوم کی دینوی کمزوریوں کو دور کر کے انہیں ترقی کے میدان میں بڑھانا ہے۔ پس یہ مقاصد ہیں جس کے لئے انصاراللہ قائم کی گئی تھی۔ 75 سال پورے ہونے پر ہم نے دیکھنا ہے کہ یہ ذمہ داریاں ہم نے کس حد تک ادا کی ہیں۔ یہ مقاصد ہم نے کس حد تک پورے کئے ہیں۔ کیا ہم نے تبلیغ کا حق ادا کر کے اسلام کے حقیقی پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہم نے تعلیم حاصل کر کے پھر اسے اپنی نسلوں میں رائج کرنے کی ذمہ داری بھی ادا کی ہے۔ کیا ہم نے اپنی اولادوں کو بھی اور دنیا کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکمتیں بتانے کی ذمہ داری ادا کی ہے یا صرف ان بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ہی پیچھے پڑے رہے ہیں۔ کیا ہم نے جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے یا خاص طور پر ان ملکوں میں آ کر صرف مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں میں شامل رہے ہیں۔

پس 75 سال پورے ہونے پر یہاں کی انصاراللہ بھی اور دنیا کی انصاراللہ کی تنظیمیں بھی یہ جائزے لیں کہ ہم میں سے ہر ایک نے اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ اس وقت امریکہ والے بھی براہ راست یہ پیغام سن رہے ہیں، وہاں بھی انصاراللہ کا اجتماع ہو رہا ہے۔ اَور جگہوں پر بھی سن رہے ہوں گے۔ صرف انصاراللہ کا ممبر ہونا تو مقصد نہیں ہے بلکہ ان مقاصد کے حصول کے لئے اپنی جان، مال، وقت قربان کرنا اصل مقصد ہے۔ تبھی ایک کے بعد دوسری نسل اس کام کو سنبھالنے کے لئے آتی ہے اور آتی رہے گی۔ تبھی ہم اپنی بنیادوں پر قائم رہیں گے۔ تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ تبھی ہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے کے انصار میں شمار ہو سکیں گے اور ہم حقیقت میں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا نعرہ لگانے والے کہلا سکیں گے۔

قرآن کریم میں یہ نعرہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے حوالے سے ملتا ہے۔ ایک آیت تلاوت بھی کی گئی تھی۔ لیکن اس وقت جب ان پر تنگیاں وارد کی جا رہی تھیں، اس وقت جب وہ لوگ مشکلات میں گرفتار تھے اور پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ عیسائیت پر، خاص طور پر موحّد عیسائیوں پر، یہ سختیاں تقریباً تین سو سال تک مختلف جگہوں پر اور مختلف حالتوں میں وارد ہوتی رہیں۔ سختیوں کے باوجود وہ اپنے مقصد کی حفاظت کرتے رہے اور پھر جب تین سو سال کے بعد حکومتوں نے عیسائیت قبول کی تو گو عیسائیت بڑے وسیع پیمانے پر پھیلنا شروع ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی بنیادی تعلیم سے وہ دُور ہوتے چلے گئے۔ اپنے مقصد کو بھول گئے۔ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

بنیادی پیغام اور تعلیم جو خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کا سبق دیتی تھی اسے بھول کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ آج دنیا سمجھتی ہے کہ عیسائیت نے بڑی ترقی کی ہے۔ ایسی ترقی کو کیا کرنا جس کا مقصد دنیا کی چکا چوند سے متأثر ہونا ہے اور خدا تعالیٰ کی یاد کو پسِ پُشت ڈالنا ہے۔ یہ اس بنیادی تعلیم کو بھلانے کی وجہ سے ہے جو آج مثلاً اپنے زعم میں بڑے بڑے مغربی سکالر ہم جنس پرستی کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ مذہب کو نرم رویّہ دکھاتے ہوئے اسے بھی اب اپنی تعلیم کا حصہ بنا لینا چاہئے۔ اِنَّاللّٰہ۔ ان دنیا داروں کا مذہب کے بارے میں یہ تصور ہے۔ گویا مذہب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے فرستادوں پر نہیں اترتا بلکہ دنیاوی مجلسیں اور تنظیمیں اور نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار ضرورت کے مطابق مذہب میں دخل اندازی کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بدل سکتے ہیں۔ ایسی سوچیں اور ایسی حرکتیں پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دیتی ہیں۔ یہ باتیں بتاتی ہیں کہ یہ لوگ پستیوں میں گر رہے ہیں۔ کہاں تو وہ عیسائی تھے جنہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگایا اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا عہد کیا، جنہوں نے یہ عہد کیا کہ ہم توحید کے قیام کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور کہاں آج کے یہ لوگ ہیں جو شرک میں مبتلا ہوئے تو اخلاقی گراوٹوں میں بھی گرتے چلے گئے اور گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا کمانا ہے اور دین کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا ہے، نہ کہ دین کے پیچھے چلنا ہے۔

ان حقیقی عیسائیوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے: فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ ۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران:53-54)۔ پس جب عیسیٰ نے ان میں، عام لوگوں میں انکار کا رجحان دیکھا محسوس کیا تو اس نے کہا کون اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تُو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ (یہ دعا ہے کہ) اے ہمارے ربّ! ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تُو نے اتارا اور ہم نے رسول کی پیروی کی۔ پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔

پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حواری ہونے کا حق ادا کیا۔ جنہوں نے اٰمَنَّا بِاللّٰہ کا اعلان کیا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ ہم فرمانبرداروں میں سے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں گے اور فرمانبرداری دکھائیں گے۔ دنیاوی دلچسپی اور دنیاوی مصلحتیں ہمیں دین سے دُور نہیں کریں گی۔ انہوں نے شرک سے بیزاری کا اعلان کر کے رَبَّنَا اٰمَنَّا کی آواز بلند کی اور اعلان کیا کہ اے ہمارے ربّ! ہم ان باتوں پر ایمان لائے، اس تعلیم کو مانا جو تُو نے اپنے رسول کے ذریعہ سے اتاری ہے۔ پس یہ لوگ تھے جن کو اِس دنیا سے زیادہ اگلے جہان کی فکر تھی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی فکر تھی۔ انہوں نے رسول کی پیروی کا اعلان کیا تو اسے نبھایا۔ جب انہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہا تو اللہ تعالیٰ کے مددگار بنے۔ پس اس بات کو محفوظ فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے راستے متعین کئے ہیں۔ وہ باتیں بیان فرمائی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے مددگار بنا جا سکتا ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ انصار اللہ کون ہیں؟ آیت (آل عمران:53) میں آنے والے لفظ حَوَارِی کو سمجھنا چاہئے۔ اس کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ لفظ بڑا اہم ہے۔ انصار اللہ بننے کا ادراک اس لفظ کو سمجھنے سے بڑھتا ہے۔ اس لفظ کے معنی کو سمجھ کر ہی اللہ تعالیٰ کے مددگار ہونے کا مطلب واضح ہوتا ہے۔ اس لفظ کے معنی واضح ہوں تو تبھی نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کی روح کو سمجھ کر انسان یہ نعرہ بلند کرتا ہے۔ پس حواری کے لفظ کے معنی میں پنہاں گہرائی کو سمجھنے کی ہمیں ضرورت ہے۔

حواری کے کئی مطلب ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے جو کپڑوں کو دھو کر صاف اور اُجلا کر دیتا ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس کو آزمایا جائے تو وہ ہر قسم کی برائیوں اور غلطیوں سے پاک نظر آئے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو اخلاص سے بھرا ہوا اور صاف ہو۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو اپنے مشوروں میں ایماندار اور وفا کو مقدم رکھنے والا ہو۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ سچا اور وفادار دوست اور ساتھی۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نبی کا وفادار اور چنیدہ ساتھی، خاص تعلق رکھنے والا ساتھی۔ اس کا ایک ساتواں مطلب یہ ہے کہ خاص مضبوط اور پکا رشتہ اور تعلق رکھنے والا جو کسی طرح ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

پس جب ایک انسان ان خصوصیات کا حامل ہو تو تبھی وہ حقیقی حواری کہلائے گا اور تبھی وہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس یہ باتیں سامنے رکھ کر ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے میں کس قدر صادق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کرنے والے حواری کہلائے کیونکہ وہ ان خصوصیات کے حامل تھے یا ان خصوصیات کے حامل بننے کا عہد کرنے والے تھے اور اس کے لئے کوشش کرتے تھے جنہوں نے اپنے دلوں کی میل کو بھی دھویا، تقویٰ پیدا کیا اور دوسروں کے دلوں کی مَیل کو دھونے کا ذریعہ بھی بنے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ایمان میں بڑھنے اور اپنے وعدے اور عہد کو پورا کرنے کی وجہ سے انہیں برائیوں سے پاک رکھا۔ لیکن جب یہ خصوصیات ختم ہو گئیں، ان کو اپنی دنیاوی ترقیات پر ناز ہونے لگا، اپنی نسلوں میں نیکیاں جاری رکھنے میں وہ سستی کرنے لگے، توحید کے بجائے شرک میں مبتلا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو روحانی برکات سے محروم کر دیا۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ سال گزرنے یا جوبلی منانے کا فائدہ تبھی ہے جب ہم ان خصوصیات کو نہ مرنے دیں۔ اپنی روحانی حالتوں کو کبھی نیچے نہ آنے دیں۔ اپنے دین کے علم کو بڑھانے والے ہوں۔ جب ہم اپنی تعلیم کو نہ بھولیں۔ جب ہم یہ اعلان کریں کہ ہم نے نبی سے جو عہدِ وفا اور قربانی کیا ہے اسے ہر حالت میں نبھاتے رہیں گے اور دنیا کی کوئی لالچ ہمیں ہمارے مقصد سے ہٹا نہیں سکے گی۔ مسیح موسوی کے ماننے والوں کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ جس تعلیم پر عمل کر رہے ہیں وہ قیامت تک اپنی اصلی حالت میں رہے گی لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جس تعلیم کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جس کو پھر مسیح موعود نے ایک زمانہ گزرنے کے

بعد بھی اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ دنیا کو دکھانا تھا یہ تعلیم اب قیامت تک جاری رہنے والی تعلیم ہے۔ پس اگر عیسائی اپنی تعلیم کو بھول گئے اور حواریوں کا تسلسل ختم ہو گیا تو یہی ان کا انجام تھا۔ لیکن مسیح موعود کے ماننے والوں اور آپ کی جماعت نے قیامت تک پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے اس کو نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے حواری ہمیشہ ملتے رہیں گے۔ لیکن ہر زمانے کے احمدی جو انصار اللہ تنظیم میں شامل ہیں ان کو بھی یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ اس خوبصورت انجام کا حصہ بننے کی کوشش کر رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروؤں اور مسلمانوں کے لئے مقدر ہے۔ کیا ہم تزکیۂ نفس کر رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے دلوں کی میلوں کو دھو رہے ہیں۔ کیا ہم قرآن کریم کی حکمت کی باتوں کو سیکھ کر خالص ہوتے ہوئے اپنا رہے ہیں، ان پر عمل کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے وفاؤں کے معیار بلندیوں کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا ہم اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ کیا ہم اپنے عہد بیعت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنا رشتہ سب دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ کیا ہم دین کے معاملے میں بھی اور دنیاوی معاملات میں بھی اپنی رائے اور مشورے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایمانداری اور وفا سے دیتے ہیں۔ پس جب ہم ان معیاروں کو سامنے رکھیں گے تو خودبخود ہمارا تمام تر جائزہ ہمارے سامنے آ جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس سال سے اوپر والے افراد جماعت پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے آپ کی تنظیم کا نام انصار اللہ رکھا تا کہ اس عمر میں جب ہر لحاظ سے انسان پختہ ہو چکا ہوتا ہے اپنے تجربے اور صلاحیت سے جماعت کے لئے ایک مفید وجود بن سکے۔ اپنے نمونے قائم کر کے نوجوان نسل کی تربیت کا ذریعہ بن سکے۔ انصار اللہ کے الفاظ یہ احساس دلاتے رہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے مددگار بننا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کے دین کی ترویج کے لئے ہر قربانی کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل بھی کرنا ہے اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی حکمت اور اہمیت بتا کر عمل کروانے کی نصیحت اور کوشش کرنی ہے۔ دین کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا مددگار بننا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)۔ اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پہنچائے گا اور پہنچا رہا ہے لیکن اگر آپ اس میں حصہ ڈالنے کی کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ یقیناً یہ بھی خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا تو اس کے نیک نتائج بھی پیدا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق آخر کار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہی غالب آنا ہے۔ لیکن ہم کتنے خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اس غلبے کا حصہ بن جائیں۔ یاد رکھیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلۃ:22)۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ رکھا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں جہاں اس کام کے لئے مددگاروں کی ضرورت ہوگی وہ اپنے وعدے کے مطابق انصار بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کو مہیا کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ حواریوں والی خصوصیات پیدا کر کے کتنا اس کا حصہ بنتے ہیں۔ آگے بڑھ کر اگر نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کی روح کو سمجھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ عیسائیت کے پھیلنے کے ساتھ دینی اور روحانی زوال ان میں شروع ہوا لیکن احمدیت کے پھیلنے کی خوشخبری جب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر دی کہ تین سو سال پورے نہیں ہوں گے جب احمدیت کی دنیا میں اکثریت ہو گی (ماخوذ از تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)۔ تو اس بات کی بھی تسلی کروائی کہ نظام خلافت کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا رہے گا اور دینی زوال انشاء اللہ تعالیٰ نہیں ہوگا بلکہ دین کی ترقی نظر آئے گی۔ مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی دنیاوی بادشاہتوں کے ساتھ دین سے دور جانے کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے ہوگی۔ بادشاہوں کو اپنی بادشاہت کا زُعم نہیں ہوگا بلکہ وہ آپ علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہ آپ کی تعلیم کو اپنانے والے ہوں گے۔ یہ زمانہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا جب بادشاہ مجبور ہوں گے کہ مسیح محمدی کو مانیں۔ گو آج ہم میں سے بہت سے اسے خوش فہمی سمجھیں گے یا ہمارے مخالفین کچھ لوگ ہماری خوش فہمی سمجھتے ہوں یا ایک بڑ سمجھتے ہوں کہ چھوٹی سی جماعت یہ کیا نعرے لگا رہی ہے لیکن جب ہم جماعت احمدیہ کی تاریخ اور ابتدا پر نظر ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ پس اس کی تو کوئی فکر نہیں کہ یہ کیسے ہو گا۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ ہر دن جو بظاہر چھوٹی چھوٹی کامیابیاں دکھاتا ہے وہ ہمیں اس بات پر مضبوط کرتا ہے کہ تمہیں یہ چھوٹی چھوٹی کامیابیاں تمہارے وسائل اور کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتی تھیں جن کو دنیا بظاہر چھوٹی سمجھتی ہے۔ آج یہ چھوٹی کامیابیاں بھی ہمارے لئے ہمارے وسائل کے لحاظ سے ہم دیکھیں تو بہت بڑی نظر آتی ہیں اور ہم ان پر خوش ہوتے ہیں لیکن دنیا یہ سمجھتی ہے کہ چھوٹی کامیابیاں ہیں لیکن یہ جو بھی کامیابیاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا یہ ہماری کسی کوشش کی وجہ سے نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے ہیں۔ وہ تمام طاقتوں والا ہے۔ وہ جب چاہے گا تو دنیا جن کامیابیوں کو بڑا سمجھتی ہیں ان بڑی کامیابیوں کو بھی ہمارے قدموں میں لا ڈالے گا۔ انشاء اللہ۔

لیکن جو چیز ہمارے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال جو گزرتا ہے وہ اس جائزے کی طرف توجہ دلانے والا ہو کہ ہمارا اصل مقصد دین میں ترقی کرنا ہے اور اسے ہم نے کس حد تک حاصل کیا ہے۔ اگر ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے اور ہم وہیں کھڑے ہیں تو ہم نام کے انصار اللہ ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی قربانیوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی عملی، اخلاقی حالتوں کے معیار دیکھنے ہیں۔ ہمیں اپنی ان کوششوں کو دیکھنا ہے جو دین کو پھیلانے کے لئے ہم کر رہے ہیں۔ مَیں نے ایک خطبہ میں جماعت میں نئے آنے والوں کا ذکر کیا تھا کہ ایک شخص مشرک سے احمدی ہوا بلکہ پورا گاؤں ہی مشرکین کا تھا جو احمدی ہوا تو

احمدی ہونے کے بعد توحید اس طرح اس کے دل میں راسخ ہوگئی، اس طرح گڑ گئی کہ وہ کہنے لگا کہ یا تو مجھے خدا پہ یقین نہیں تھا اور یا اب یہ حالت ہے کہ میرے دل میں توحید اس طرح گڑ گئی ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ بتوں کے بغیر میں خدا تک پہنچ نہیں سکتا یا بت ہی سب کچھ میرا کام کرنے والے ہیں لیکن اب میرے دل میں توحید اس طرح گڑ گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف اس طرح توجہ پیدا ہوئی ہے، خدا تعالیٰ کے لئے اس طرح میرا دل خالص ہوا ہے کہ کہنے لگا کہ میں اپنے فارم پر کام کر رہا ہوتا ہوں تو نماز کے وقت میرے دل میں ایک آواز اٹھ کر مجھے توجہ دلاتی ہے کہ کام چھوڑو اور نماز ادا کرو۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو یہ ان لوگوں کی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ ''انصار اللہ'' کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما رہا ہے۔

اب اپنے جائزے لے لیں کہ یہ کیا ہیں۔ ایک ملک کی مجلس کا مَیں جائزہ لے رہا تھا تو صدر صاحب نے بڑے فخر سے یہ بتایا کہ ہمارے ممبر نمازوں میں کمزور تھے صرف دس فیصد باجماعت نماز ادا کرتے تھے ہم نے ایک مہم چلائی تین مہینے تک تو سترہ فیصد ہو گئے۔ میں صحیح طرح سن نہیں سکا تھا۔ ان کے اس انداز سے مَیں سمجھا کہ بڑی خوشی سے بتا رہے ہیں تو شاید ستّر فیصد کہہ رہے ہوں۔ گو کہ یہ بھی انصار اللہ کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی کامیابی نہیں ہے۔ لیکن سترہ فیصد تو انتہائی قابل شرم بات ہے اور وہ بھی ایک مہم چلانے کے بعد۔ اگر اپنے پیدائش کے بنیادی مقصد کو ہی یاد نہیں رکھتے یا نہیں رکھیں گے جس پر اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر قرآن شریف میں توجہ دلائی ہے تو انصار اللہ ہونے کا باقی حق کیا ادا کریں گے۔ اگر خود ہی تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل نہیں کریں گے تو دوسروں کی کیا تربیت کریں گے۔ پس اگر 75 سال گزرنے کے بعد اسّی نوّے فیصد باجماعت نمازوں کی حاضری سے ہم پندرہ بیس فیصد نمازوں کی حاضری پر آ گئے ہیں تو یہ ترقی نہیں، تنزّل ہے۔ بڑی قابل فکر بات ہے۔ بڑا فکر کا مقام ہے۔ بہرحال اب جماعت پھیل رہی ہے، اگر ایک جگہ کے افراد سستی دکھائیں گے تو خدا تعالیٰ دوسری جگہ سچے عابد پیدا فرما دے گا۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا۔ یہ ایک مثال ہے جو میں نے دی ہے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے تو اس کے سامان بھی پیدا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق وہ فرما بھی رہا ہے۔ آپ کو عبادت کرنے والے بھی عطا فرما رہا ہے اور آپ کو آپ کے پیغام کو آگے پہنچانے والے بھی عطا فرما رہا ہے۔ کیسے اور کس قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ کس طرح ان میں جوش اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔ کس طرح وہ اپنے آپ کو مسیح محمدی کا پیغام پہنچانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نیک فطرت لوگوں کو گھیر گھیر کر ہمارے قریب لاتا ہے اور پھر ان سے تبلیغ کے کام لیتا ہے اس کے ایک دو واقعات آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

آئیوری کوسٹ کے دوست وُلائی محمد (Volai Mohammad) صاحب ملازمت کے سلسلے میں وہاں کے ایک شہر میں آئے۔ مسلمان تھے۔ اتفاقاً انہوں نے ایک جمعہ احمدیہ مسجد میں پڑھا اور پہلی مرتبہ جماعت کے بارے میں تعارف حاصل کیا۔ پھر اس شہر میں اپنے قیام کے دوران موصوف باقاعدگی سے مشن آتے رہے اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے رہے۔ چندہ بھی ادا کیا مگر باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی۔ پھر ان کا نوکری کا contract ختم ہوا تو ابی جان جو وہاں کا کیپیٹل ہے وہاں واپس چلے گئے مگر انہوں نے جماعت سے مسلسل رابطہ رکھا۔ انہوں نے جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ 2014ء کے انتظامات میں بھی حصہ لیا لیکن پھر بھی بیعت نہیں کی۔ 2015ء میں ایک کنٹریکٹ کے سلسلہ میں موصوف فرانس آ گئے یا ان کو اللہ تعالیٰ نے فرانس آنے کا موقع دیا۔ انہوں نے وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے فرانس مشن ہاؤس کا ایڈریس بھی لے لیا۔ وہاں مشن اور افراد جماعت سے رابطہ رکھا۔ فرانس میں قیام کے دوران ان کو جرمنی کے جلسہ کے انعقاد کا پتا چلا تو تین دن کی چھٹی لے کر جرمنی چلے گئے۔ جلسے میں شریک ہوئے۔ جلسے کے تین دن جو وہاں رہے تو اس کے بعد کہنے لگے کہ جو روحانی ماحول اور بھائی چارہ میں نے دیکھا ہے اور اسے محسوس کیا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ پھر انہوں نے میری تقاریر کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ کہتے ہیں مَیں اپنی زندگی میں ایک روحانی تبدیلی محسوس کر رہا ہوں اور جلسہ میں شامل ہو کر وہاں انہوں نے بیعت کر لی۔ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خواہش کے مطابق آئیوری کوسٹ میں احمدیت کی ترقی کے لئے کام کروں گا اور ہر ممکن طریق سے اس پیغام کو پہنچاؤں گا۔ تو یہ وہ روح ہے جو انصار اللہ کی روح ہے۔

پھر گیمبیا کے ایک صاحب جن کی 72 سال کی عمر ہے۔ انصار اللہ کے بھی آخری حصہ میں۔ کہتے ہیں اس سال انہوں نے جماعت کے ریڈیو پر نشر ہونے والا پروگرام سن کر جماعت کے بارے میں تحقیق کی اور احمدیت قبول کر لی۔ بیعت کرنے کے بعد یہ بڑے پُرجوش داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور بڑھاپے کی عمر کے باوجود دعوت الی اللہ کے لئے اٹھارہ سے بیس کلومیٹر روز پیدل چلتے ہیں اور بڑے زور شور سے تبلیغ کرتے ہیں۔ ویسے تو اَن پڑھ ہیں لیکن جماعتی لیفلیٹس لیتے ہیں، پہلے خود سنتے ہیں، پھر اس کو ذہن میں مستحضر رکھتے ہیں اور اس کے بعد پھر تقسیم بھی کرتے ہیں۔ مسلمان لوگوں کو خاص طور پر مسیح موعود علیہ السلام کی آمد والے اور ختم نبوت والے پمفلٹ کو پڑھنے پر زور دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری رہنمائی کرے۔ جب سے وہ احمدی ہوئے ہیں اس عرصے کے دوران پمفلٹ تو انہوں نے تقریباً اڑھائی ہزار تقسیم کئے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے شوق اور دعا اور مسلسل محنت سے اب تک صرف یہ شخص سات سو سے اوپر افراد کو اپنی تبلیغ سے احمدیت میں شامل کروا چکا ہے۔

پھر ایک صاحب شیخ جاوید صاحب ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال ہی بیعت کی تھی۔ قرآن کریم کے تاجر تھے۔ مسلمان تھے۔ گیمبیا میں انہیں چھ مہینے کی ٹریننگ دی گئی اور پارٹ ٹائم معلم کے طور پر رکھ لیا گیا۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت اور نورانی وجود ہے جو اُن سے کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی عبادت اور کام کو اَور بڑھائیں۔

اپنی عبادت اور کام کو اَور بڑھائیں۔ چنانچہ وہ بڑے پرجوش انداز سے تبلیغ کرنے لگ گئے ہیں۔ تبلیغ کی خاطر کئی کلومیٹر اور کئی کئی گھنٹے پیدل سفر کرتے ہیں۔ نئی نئی جماعتیں ان کے ذریعہ سے بن رہی ہیں اور انہوں نے بھی تقریباً دوسو سے اوپر افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچا کر انہیں جماعت میں شامل کیا اور اب جو شامل ہونے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں بھی شامل کیا جا رہا ہے اور اسی ذریعہ سے وہ باقاعدہ رابطے میں رہتے ہیں۔

پس یہ لوگ ہیں جو بعد میں آ رہے ہیں لیکن اپنے وقت کے ضائع ہونے کو محسوس کرتے ہوئے اپنی عبادتوں میں بھی اور تبلیغی کاموں میں بھی طاق ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں اضافہ فرماتا چلا جائے اور ہم میں سے جو کمزور ہیں، جن کے گھروں میں احمدیت کئی دہائیوں سے آئی ہوئی ہے بلکہ باپ دادا سے آئی ہوئی ہے وہ اپنے آپ کو اس مقام پر لانے کی کوشش کریں جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

میں نے نماز باجماعت کی ابھی بات کی تھی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے کیا معیار مقرر فرماتے ہیں۔ نماز باجماعت تو فرض ہے۔ ایک صحت مند مرد کے لئے اس کو ادا کرنا ضروری ہے۔ آپ ایک جگہ اپنی جماعت کے افراد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ہر شخص تہجد کے لئے اٹھنے کی کوشش کرے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 208)۔ اور اب آپ انصار کی عمر تو ایسی ہے جن کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور توجہ کرنی چاہئے۔ کجا یہ کہ اس بات پر خوش ہو جائیں کہ ہمارے پندرہ فیصد ممبر نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ اگر صرف عاملہ ممبران ہی مقامی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک نماز باجماعت کی طرف توجہ کریں تو پینتیس سے پچاس فیصد حاضری تو انہیں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اگر انصار اس سلسلہ میں اپنے نمونے دکھائیں تو خدام تو پھر خود بخود ان کے نمونے دیکھ کر عمل کرنے شروع کر دیں گے۔ جب خود عمل نہیں کر رہے تو دوسروں کو کیا نصیحت ہوگی۔

آپ علیہ السلام نے ایک جگہ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 351-352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن (مجید) میں فرمایا ہے کہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (آل عمران:56)" (یعنی اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا دست رکھوں گا یا بالا دست کروں گا۔ ان کو فوقیت دوں گا۔ وہ ترقی کرنے والے ہوں گے۔) آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہ تسلی بخش وعدہ ناصرت میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے"۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی انہیں الفاظ میں بشارت دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 103-104۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں اور تقویٰ اختیار کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ہمیں ملے۔ پس آج انصاراللہ کی تنظیم کو 75 سال پورے ہونے کا اگر ہم صحیح فیض اٹھانا چاہتے ہیں یا اس لئے منا رہے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بنیں تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی باتوں کو سن کر اس پر عمل کریں۔ اپنے دلوں کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بنائیں۔ کامیابی اسی میں ہے کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کریں اور ان کامیابیوں کا حصہ بنیں جن کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی ہے۔

آج امریکہ میں بھی انصاراللہ کا اجتماع ہو رہا ہے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا اور شاید کسی اَور ملک میں بھی ہو رہا ہو۔ ہر جگہ انصار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ مختلف ممالک کے نمائندگان یہاں آئے ہوئے ہیں وہ بھی اس بات کو نوٹ کریں اور اپنے انصار کو جا کر بتائیں اور ان کے جو انصار سن رہے ہوں گے ان کو بھی بتائیں اور میرا خیال ہے دنیا میں ہر جگہ تو سن ہی رہے ہوں گے۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ کریں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جہاں اپنے پر لاگو کریں وہاں اگلی نسلوں کی فکر کرتے ہوئے انہیں بھی اسی انعام سے وابستہ رکھیں جو انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں دیا ہے اور پھر نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ پیدائشی احمدی اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے نئے آنے والوں سے نیکیوں میں آگے نکلنا ہے اور نئے آنے والے اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے پرانے احمدیوں کو نیکیوں میں پیچھے چھوڑ دینا ہے۔ امریکہ کے انصار اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے حقیقی انصاراللہ بنتے ہوئے برطانیہ کے انصاراللہ کو پیچھے چھوڑنا ہے اور برطانیہ کے انصار اس کوشش میں ہوں کہ ہم نے دنیا میں رہنے والے ہر ناصر کو، ہر شخص کو پیچھے چھوڑنا ہے اور نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ اور اسی طرح جرمنی، کینیڈا، انڈونیشیا، گھانا، نائیجیریا، پاکستان، ہندوستان، آئیوری کوسٹ اور دوسرے ممالک کے انصار یہ کوشش کرنے والے ہوں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے انصاراللہ ہونے کا حق ادا کرنا ہے۔ عبادتوں میں بڑھنا ہے۔ نیکیوں میں بڑھنا ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت میں بڑھنا ہے۔ اور جب یہ روح پیدا ہوگی تب ہی آپ ڈائمنڈ جوبلی منانے کا حق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ 75 سال آئندہ روحانی اور عملی ترقیات کے لئے نیا سنگ میل ثابت ہوں اور انصاراللہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے مددگار ہونے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

ایک عظیم الشان خزانہ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے دوستو! میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان خزانہ سے تمہیں مطلع کرتا ہوں۔ دنیا کے علوم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ دنیا کی تمام تحقیقاتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں اور دنیا کی تمام سائنس اس کے مقابلہ میں اتنی حقیقت بھی نہیں رکھتی جتنی سورج کے مقابلہ میں ایک کرم شب تاب حقیقت رکھتا ہے۔ دنیا کے علوم قرآن کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں، قرآن ایک زندہ خدا کا زندہ کلام ہے اور وہ غیر محدود معارف وحقائق کا حامل ہے۔ یہ قرآن جیسے پہلے لوگوں کے لئے کھلا تھا اسی طرح آج ہمارے لئے کھلا ہے، یہ ابوبکرؓ کے لئے بھی کھلا تھا، یہ عمرؓ کے لئے بھی کھلا تھا، یہ عثمانؓ کے لئے بھی کھلا تھا، یہ علیؓ کے لئے بھی کھلا تھا یہ بعد میں آنے والے ہزار ہا اولیاء و صلحاء کے لئے بھی کھلا تھا اور آج جبکہ دنیا کے علوم میں ترقی ہو رہی ہے یہ پھر بھی کھلا ہے بلکہ جس طرح دنیوی علوم میں آجکل زیادتی ہو رہی ہے اسی طرح قرآنی معارف آجکل نئے سے نئے نکل رہے ہیں۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے اچھا تاجر پہلے اپنا مال مخفی رکھتا ہے، مگر جب مقابلہ آپڑتا ہے تو پہلے ایک تھان نکالتا ہے پھر دوسرا تھان نکالتا ہے پھر تیسرا تھان نکالتا ہے اور یکے بعد دیگرے نکالتا ہی جاتا ہے یہاں تک کہ تھانوں کا انبار لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جب بھی دنیا ظاہری علوم میں ترقی کر جانے کے گھمنڈ میں قرآن کا مقابلہ کرنا چاہے گی، قرآن اپنے ماننے والوں سے کہے گا: میاں! ذرا میرے فلاں کمرہ کو تو کھولنا۔ اسے کھولا جائے گا تو دنیا کے تمام علوم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر ضرورت پر دوسرا کمرہ کھولے گا اور پھر تیسرا اور اس طرح ہمیشہ ہی دنیا کو اس کے مقابل پر زک پہنچے گی اور ہمیشہ ہی قرآن نئے سے نئے علوم پیش کرتا رہے گا۔ یہی وہ چیز ہے جس کو پیش کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور یہی وہ چیز ہے جس کو پیش کرنا ہماری جماعت کا اوّلین فرض ہے اور ہم حتی المقدور اپنے اس فرض کو ادا بھی کر رہے ہیں۔ دنیا ہماری اسی لئے مخالف ہے کہ وہ کہتی ہے کہ تم قرآن کی خوبیاں لوگوں کے سامنے کیوں پیش کرتے ہو، مگر ہم کہتے ہیں، اسی وجہ سے تو خدا کی غیرت بھڑکی اور جب اس نے دیکھا کہ تم اس کی کتاب کو صندوق اور غلافوں میں بند کر کے بیٹھ گئے ہو تو اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کو حکم دیا کہ جاؤ اور قرآن کے معارف اور علوم سے دنیا کو روشناس کرو۔ یہی وہ خزائن ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم کر رہے ہیں۔ دنیا اگر حملہ کرتی ہے تو پرواہ نہیں، وہ دشمنی کرتی ہے سو بار کرے، وہ عداوت اور عناد کا مظاہرہ کرتی ہے تو لاکھ بار کرے۔ ہم اپنے فرض کی ادائیگی سے غافل ہونے والے نہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ تم بے شک ہمارے سینوں میں خنجر مارے جاؤ۔ اگر ہم مر گئے تو یہ کہتے ہوئے مریں گے کہ ہم محمد ﷺ کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے مارے گئے ہیں اور اگر جیت گئے تو یہ کہتے ہوئے جیتیں گے کہ ہم نے محمد ﷺ کا جھنڈا دنیا میں بلند کر دیا۔

آخر میں مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہمارے سپرد ایک عظیم الشان کام ہے۔ ہم نے اسلام کی عظمت اور برتری دنیا کے تمام مذاہب پر ثابت کرنی ہے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ان سے ہو سکے وہ اسلام کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ دشمن کے اعتراضات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے وہ تو عداوت اور دشمنی کے جوش میں بیہودہ اعتراضات کرتا ہی رہے گا۔ ہاں اپنے نفس کی اصلاح سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہم اس کے دین کے حقیقی خدمت گزار ہوں تو بشریت کی وجہ سے جو غلطیاں ہم سے سرزد ہونگی اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً معاف کر دے گا کیونکہ وہ اپنے بندوں کو دنیا کی نگاہ میں ذلیل نہیں کر سکتا۔...... کس قدر نادان ہے وہ شخص جو خیال کرتا ہے کہ گو ہم خدا تعالیٰ کے دین کی تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے روحانی فرزند بن جائیں وہ پھر بھی ہماری بعض غلطیوں کی وجہ سے دھتکار دے گا۔ وہ ہمیں دھتکارے گا نہیں بلکہ اپنے سینہ سے لگائے گا اور ہماری کمزوریوں اور خطاؤں سے چشم پوشی کرے۔ ہاں اپنے طور پر ہر انسان کو یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ وہ کمزوریوں اور خطاؤں پر غالب آئے۔ اگر وہ اپنی طرف سے ان خطاؤں اور کمزوریوں پر غالب آنے کے لئے پوری جدّ وجہد اور سعی کرتا ہے تو وہ اس بچہ کی طرح ہے جو زمین پر گرتا ہے اور پھر اٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح ایسے بچہ کو باپ نہایت پیار کے ساتھ اپنے گلے لگا لیتا ہے۔ اسی طرح خدا بھی اپنے اس بندے کو اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے اور خود اسے اٹھا کر اپنے پاس بٹھا لیتا ہے۔ پس کمزوریوں اور خطاؤں پر غالب آنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ہمارے دلوں میں قرآن کی محبت پیدا کرے، اپنے دین کی محبت پیدا کرے، اپنے رسول کی محبت پیدا کرے اور ہمیں دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اس کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلا سکیں اور ہمیں توفیق دے کے ہم اپنی کمزوریوں پر غالب آئیں اور اپنی خطاؤں کو دور کر سکیں لیکن اگر باوجود ہماری کوشش کے پھر بھی ہم میں کوئی عیب یا گناہ رہ جائے تو وہ اپنے فضل سے ہمیں بخش دے اور ہمارے دشمن کو ہم پر غالب آنے کا موقع نہ دے وہ اپنے فضل کی چادر میں ہم سب کو لپیٹ لے اور اپنے محبوبین اور مقرّبین میں ہمیں شامل فرمائے تا ہم کہہ سکیں کہ ہماری زندگی کی ایک ایک حرکت خدا تعالیٰ کے دین احیا کے لیے ہے اور ہمارا خالق اور مالک خدا بھی ہم سے محبت کرتا ہے۔''

(سیر روحانی نمبر 1 از سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ 95تا98)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاذ جامعۃ الاحمدیہ یوکے)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 33ویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُر معارف خطاب اور نہایت اہم نصائح

علمی و ورزشی مقابلوں اور رُوح پرور ماحول میں تربیتی و تعلیمی اجلاسات کا انعقاد۔ 15 ممالک سے نمائندگان کی شمولیت۔

(بقلم: محمود احمد ملک۔ ناظم رپورٹنگ اجتماع 2015ء)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا 33واں سالانہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں 18، 19 اور 20 ستمبر 2015ء کو منعقد ہوا۔ امسال اجتماع کا انعقاد مجلس عالمگیر کی 75 سالہ تاریخ کے حوالہ سے خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دُوررس نگاہ نے 1940ء میں مجلس انصاراللہ کے قیام کا اعلان فرمایا تھا۔ اور یہ فرمایا تھا کہ لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ کے بعد انصاراللہ کے قیام کے ساتھ احمدیت کی عمارت کی چاروں دیواریں مکمل ہوگئی ہیں۔

خلفاء احمدیت نے متعدد خطبات، خطابات اور مضامین کے ذریعہ انصار کو اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رکھا ہے۔ بلکہ تین خلفاء کرام اپنے دَورِ خلافت میں یا اُس سے قبل صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی حیثیت سے بھی انصار کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا پُر معارف خطاب

اجتماع کا مرکزی اجلاس 20 ستمبر کی سہ پہر سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرِصدارت منعقد ہوا۔ حضورانور نے اپنے خطاب میں انصار کو اُن کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داریوں کی طرف نہایت احسن رنگ میں توجہ دلائی اور اپنی زندگیوں میں عملی تبدیلی لانے کے بارے میں بہت پُراثر نصائح فرمائیں۔ حضورانور کا خطاب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر میں دیکھا اور سنا گیا۔ یہ بھی حسین اتفاق تھا کہ مجلس انصاراللہ امریکہ کا سہ روزہ سالانہ اجتماع بھی اسی اجلاس کے ساتھ اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ اور وہاں کے اجتماع کے اندرونی مناظر بھی وقتاً فوقتاً MTA انٹرنیشنل پر پیش کئے جارہے تھے۔ حضورانور کا خطاب قریباً 55 منٹ جاری رہا جس کا متن اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔

اجتماع گاہ کا خوشنما منظر

مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں دو وسیع و عریض مارکیاں نصب کی گئی تھیں جن میں سے ایک اجتماع گاہ اور دوسری طعام گاہ کے طور پر استعمال ہورہی تھی۔

اجتماع کی خصوصی اہمیت اور بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں کی وجہ سے نہ صرف مارکی کا بلکہ سٹیج کا سائز بھی گزشتہ سال کی نسبت نمایاں بڑا تھا۔ سٹیج کے پس منظر میں سورۃ آل عمران کی آیت 104 میں سے ''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَاتَفَرَّقُوْا'' کے الفاظ (اردو اور انگریزی تراجم کے ساتھ) درج تھے۔ دراصل یہ وہ بنیادی پیغام تھا جو اس تاریخی اجتماع کے حوالہ سے دیا جانا مقصود تھا۔ اجتماع کی مارکی کی دونوں اطراف میں مختلف بینرز لگائے گئے تھے جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کے پاکیزہ ارشادات درج تھے۔ اجتماع گاہ کے آخری حصہ میں ایک خوبصورت اور نہایت مفید نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دعوت الی اللہ اور قرآن کریم کے حوالہ سے دیدہ زیب چارٹس اور بینرز کی شکل میں دلچسپ معلومات پیش کی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں تعمیر کئے جانے والے ماڈل ویلیجز (Model Villages) کے حوالہ سے بھی بہت دلچسپ معلومات پیش کی گئی تھیں۔ نیز مالی میں بنائے جانے والے ایک ماڈل ویلیج کا ماڈل بھی نمائش کے لئے رکھا گیا تھا جو خاص طور پر دلچسپی کے ساتھ دیکھا گیا۔

اجتماع کا پروگرام، حاضری اور انتظامیہ

امسال اجتماع کے تینوں ایام میں نہایت روح پرور ماحول میں برطانیہ کے طول و عرض سے تشریف لانے والے 2202 انصار کے علاوہ 15 بیرونی ممالک سے شامل ہونے والے معزز نمائندگان نیز خدام اور بچوں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہوئی۔ کُل حاضری 3100 سے زائد تھی۔ الحمدللہ

اس اجتماع میں جرمنی، کینیڈا، آسٹریلیا، پاکستان، ہالینڈ، ڈنمارک، ملائشیا، ناروے، سپین اور سویڈن کے صدور نیز فرانس، غانا، نائیجیریا، شام اور امریکہ کے نمائندگان نے شرکت کی۔

تینوں دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد درس (قرآن کریم، حدیث النبی ﷺ اور ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام) کا پروگرام ہوتا رہا۔

ہفتہ اور اتوار کے دونوں دن ناشتہ کے بعد قریباً ساڑھے نو بجے بیک وقت مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد عمل میں آتا رہا۔ اس موقعہ پر منعقد ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم خوانی، تقریر، فی البدیہہ تقریر، پیغام رسانی اور حفظ قرآن کے مقابلے شامل تھے جبکہ ورزشی مقابلوں میں والی بال، رسّہ کشی اور گولہ پھینکنا کے علاوہ اتھلیٹکس سے متعلق بعض مقابلے بھی منعقد ہوئے۔ انفرادی مقابلہ جات کے دو معیار مقرر تھے۔ یعنی یوکے سے تعلق رکھنے والے انصار اور بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانان۔ اسی طرح دیگر ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں کے والی بال کے نمائشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات کے فائنل میں یوکے نے جرمنی کو ہرا کر پہلا انعام حاصل کیا۔

علمی مقابلے اجتماع گاہ کے علاوہ ناصر ہال اور نُور ہال میں منعقد کئے گئے جبکہ ورزشی مقابلہ جات کے لئے مسجد کے سامنے واقع وسیع گراؤنڈ میں انتظام کیا گیا تھا۔ اسی گراؤنڈ میں پارکنگ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ دورانِ اجتماع رات کو قیام کرنے والے انصار کی رہائش کا انتظام طاہر ہال کے ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔ قریباً ساڑھے تین صد انصار نے یہاں قیام کیا۔

طعام گاہ کے طور پر ایک علیحدہ مارکی لگائی گئی تھی جو 20 میٹر چوڑی اور 80 میٹر لمبی تھی۔ اس مارکی میں 1700 کرسیاں لگائی گئی تھیں۔ مارکی میں سروس کے لئے 8 پوائنٹس بنائے گئے تھے اور دوصد انصار کھانا کھلانے کی ڈیوٹی پر متعیّن تھے۔ اسی طرح چائے وغیرہ کا انتظام ہمہ وقت موجود رہا۔

اجتماع کے دوران مقامی مجالس کی سہولت کے لئے مختلف قیادتوں نے اپنے سٹالز بھی لگائے تھے۔ان میں قیادت تعلیم، مال، تجنید، تبلیغ، تعلیم القرآن، عمومی اور نومبایعین کے شعبہ جات کے سٹالز شامل تھے۔

اس اجتماع کے ناظم اعلیٰ مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب نائب صدر اوّل تھے۔ جن کے ساتھ 8 نائب ناظمین اعلیٰ اور 125 ناظمین اور نائب ناظمین تھے اس کے علاوہ تقریباً 300 انصار نے انتظامات کو نہایت احسن رنگ میں سرانجام دے کر اس تاریخی اجتماع کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔اللہ تعالیٰ ان تمام خدمت کرنے والوں کی مساعی کو قبول فرمائے اور ان سب کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔آمین

افتتاحی اجلاس

18 ستمبر 2015ء کو قریباً پونے چار بجے سہ پہر اجتماع کے افتتاحی اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل لوائے انصاراللہ لہرانے کی تقریب مسجد بیت الفتوح کے احاطہ میں نصب کی جانے والی وسیع و عریض مارکی میں عمل میں آئی۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے نے لوائے انصاراللہ جبکہ مکرم وسیم احمد چودھری صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی۔ کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سلیم احمد صابر صاحب نے کی۔ آیات کریمہ (سورۃ النور:56 تا58) کا انگریزی ترجمہ مکرم طالب جان صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم خالد چغتائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام ''حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی'' میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے کہا کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی حیات مبارکہ سچی روایات کا منبع ہیں۔ اس وقت مسلم امّہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی ہے اور دنیا مسلمانوں کو دہشتگردی کے حوالہ سے جانتی ہے جبکہ ہر قسم کی برائی مسلمانوں کے ساتھ وابستہ کی جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں مسلمان بچوں کے ذہنوں پر نہایت منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمان ممالک میں ایسی تحریکیں جاری ہیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث ہونے کے علاوہ بدامنی اور دہشتگردی میں اضافہ کر رہی ہیں۔ لیکن ان حالات کی خبر آنحضور ﷺ نے دے رکھی تھی اور اس حوالہ سے ایک مصلح کی آمد کی خبر بھی دی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا دیا تھا کہ مسیح موعود کے بعد خلافت بھی جاری ہوگی۔

مکرم امیر صاحب نے غیر مبایعین کے حوالہ سے بیان کیا کہ خلافت پر ایمان رکھنے والے ہی کامیابی اور ترقیات کا منہ دیکھتے ہیں لیکن خلافت پر ایمان رکھنے کے نتیجہ میں ہم پر بعض ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ آپ نے مختلف اخلاقی پہلوؤں مثلاً سچائی اور دیانتداری پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ جھوٹ اور بدعنوانی میں مبتلا لوگوں کی اولاد پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ قول سدید کہنے کے حکم پر عمل نہ کرنے سے معاشرتی تعلقات متأثر ہوتے ہیں۔ انا کے نتیجہ میں گھر برباد ہونے لگتے ہیں۔ پس آئندہ نسلوں کی تربیت کی خاطر ہمیں اپنے عمل پر غور کرنا چاہئے۔ بچوں کی نیک راہوں کی طرف رہنمائی کرنی چاہئے اور ان کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ تعلیمی میدان میں بھی اُن کا خیال رکھنا چاہئے اور برطانیہ میں جاری تعلیمی نظام سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس وقت دنیا کی بیس بہترین یونیورسٹیوں میں سے پانچ کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ خلافت احمدیہ کی وجہ سے احمدی مسلمانوں کو اس معاشرہ میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے بیان کیا کہ یورپین پارلیمنٹ کے ایک خصوصی اجلاس سے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا تو اس میں یورپین پارلیمنٹ کے ممبران کی ایک بڑی تعداد شامل ہوئی۔ ان دنوں پاکستان کی وزیر خارجہ حنا ربانی کھر بھی یورپ کے دورہ پر تھیں اور صدر زرداری کے ساتھ یورپین پارلیمنٹ کے صدر کی ملاقات کے لئے وقت مانگ رہی تھیں۔ اُن کے وفد کے ایک رُکن حضور انور کے خطاب کے بعد احمدیوں سے ملے اور پوچھا کہ پاکستان کئی کروڑ لوگوں کا ملک اور ایک ایٹمی طاقت ہے لیکن اس کے صدر کے لئے یورپین پارلیمنٹ کے صدر کے پاس وقت نہیں ہے جبکہ تم لوگوں کے پاس نہ پیسہ ہے اور نہ ایسا دنیاوی اثر و رسوخ، لیکن تمہارے امام کی تقریر سننے کے لئے اتنے ممبران پارلیمنٹ اکٹھے ہوگئے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ یہ دراصل خلافت کے نظام کی ہی برکات ہیں۔

افتتاحی تقریر کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

اسلام کی امتیازی خصوصیات

باقاعدہ افتتاح کے بعد اجتماع کی پہلی تقریر جیّد عالم اور بزرگ محترم سیّد میر محمود احمد صاحب نے موازنہ مذاہب کے حوالہ سے اسلام کی امتیازی خصوصیات کے موضوع پر نہایت دلنشیں انداز میں کی۔ یہ تقریر اردو زبان میں تھی۔ آپ نے اسلام کی اعلیٰ و ارفع تعلیم کا عیسائیت اور یہودیت کی تعلیم سے تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے بیس سے زیادہ نکات بیان فرمائے۔

محترم میر صاحب نے بتایا کہ اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے جو واضح اقرار کے ساتھ اور بغیر کسی شک و شبہ اور ابہام کے ہونی چاہئے۔ اگرچہ بعض عیسائی بھی خدا کو ایک مانتے ہیں لیکن وہ تثلیث کے بھی قائل ہیں۔ یہودی بھی انسانی بزرگوں کی تحریر کردہ کتب کو خدا کی کتب قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلام ایک ایسے نبی کو پیش کرتا ہے جو اسوۂ حسنہ اور کامل ترین نمونہ ہے۔ لیکن اہل کتاب اپنے نبیوں پر خود ہی شرک، جھوٹ اور بدکاری کے الزامات لگاتے ہیں۔ پھر اسلام ہر قوم، ہر نسل اور ہر زبان بولنے والے سے خطاب کرتا ہے لیکن اہل کتاب صرف اپنی قوم سے ہی مخاطب ہوتے ہیں۔ پھر قرآن کریم ہر قسم کی تحریف، تضاد اور تبدیلی سے پاک ہے۔ اور قرآن کریم کا یہ بھی چیلنج ہے کہ اس کی طرح کی ایک سورۃ ہی بنا کر لے آؤ۔ اسی طرح قرآن کریم کی زبان ہر لحاظ سے پاکیزہ اور مہذّب ہے اور اس کے مضامین نہایت اعلیٰ، تحقیقی اور زباندانی کے لحاظ سے عمدہ ہیں جبکہ بائبل کے محققین نے بھی بائبل کی زبان کو ادنیٰ قرار دیا ہے۔ پھر قرآن کریم قطعی طور پر جارحانہ حملہ کرنے سے منع کرتا ہے۔ صرف اُن سے لڑائی کرنے کا حکم دیتا ہے جو حملہ کرتے ہیں۔ جبکہ بائبل میں ایسے مظالم کا حکم ہے جس میں شہر کے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور جانوروں کو قتل کرکے شہر کو جلا کر خاکستر کردینے کا حکم ہے۔ جبکہ قرآن کریم عمداً قتل کرنے والوں کے علاوہ کسی کو قتل کرنا جائز قرار نہیں دیتا اور قاتل کے لئے معافی اور دیت وغیرہ کے راستے کھلے رکھے ہیں۔ پھر اسلام میں جنگ کے علاوہ کسی کو قیدی بنانے کی اجازت نہیں۔ اور رحم کرکے یا فدیہ لے کر رہا کرنے کا حکم بھی دیا بلکہ پرانے قیدیوں (غلاموں) کو مکاتبہ کے ذریعہ رہائی کا حکم دیا۔

مکرم میر صاحب نے بیان کیا کہ اسلام کی ایک خوبی اہل لوگوں کو ذمہ داریاں سپرد کرنے کا حکم ہے۔ ایک حدیث کے مطابق تباہی کی گھڑی اُس وقت آئے گی جب لوگ امانات ضائع کرنے لگیں گے۔ عہدے بھی امانت ہیں اور ان کو صرف اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم ہے جبکہ بائبل میں سارے انتظامی اختیارات ایک ہی قبیلہ کے سپرد کئے جانے کا حکم ہے خواہ وہ کسی قابل ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح اسلام نے سب سے بڑے گناہ یعنی شرک کی سزا مقرر نہیں کی بلکہ سزا صرف اُس کے لئے ہوگی جو کسی دوسرے کے بدن پر، اُس کے مال پر یا اُس کی عزت پر حملہ کرے۔ اس کے علاوہ کسی جرم کی سزا نہیں دی گئی۔ لیکن بائبل میں شرک کی سزا بھی موت رکھی گئی ہے۔

پھر اسلام ظاہری صفائی کا بھی حکم دیتا ہے جو دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتا۔ آنحضورﷺ نے مَردوں کو خاص طور پر صاف رہنے کا ارشاد فرمایا ہے اور گھروں کے صحنوں کی صفائی کا بھی حکم دیا ہے۔ نیز خوراک میں ایسی اشیاء حرام قرار دی ہیں جو جسم، دماغ، اخلاق یا روحانیت کے لئے مُضر ہوں۔

پھر اسلام میں مجددین کا نظام قائم ہے۔ اسی طرح معاشیات کے بارہ میں دو بنیادی اصول ہیں۔ اوّل یہ کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب انسانوں کی ملکیت ہے نہ کہ کسی ایک گروپ کی۔ اور دوسرا یہ کہ محنت اور کوشش کے نتیجہ میں ذاتی ملکیت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح سود سے ممانعت اور ورثہ کی تقسیم کے اصول بھی اسلام نے بیان فرمائے ہیں۔

مکرم میر صاحب نے بتایا کہ عیسائیت نے Faith اور Reason کے دائروں کو الگ الگ کر دیا ہے مگر اسلام نے الہام اور عقل کے درمیان ایک لطیف تعلق قائم کیا ہے۔ نیز قرآن کریم نے سائنسی قواعد کے حوالہ سے بنیادی طور پر تین امور بیان فرمائے ہیں اوّل یہ کہ ساری کائنات میں ہر جگہ ایک ہی اصول جاری ہوگا اور کوئی تضاد نہیں ہوگا۔ دوسرا ارتقاء کا اصول ہے اور تیسرا اصول یہ ہے کہ Cause اور Effect لازم وملزوم ہیں۔

نماز باجماعت کی ادائیگی اور انصار کی ذمہ داری

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر و امام مسجد فضل لندن کی انگریزی زبان میں تھی۔ آپ نے عبادت (خصوصاً نماز باجماعت) کے حوالہ سے انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف نہایت احسن رنگ میں توجہ دلائی۔

محترم امام صاحب نے بتایا کہ قرآن کریم میں انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت بیان کیا گیا ہے۔ آنحضورﷺ نے بھی ایک مومن اور غیر مومن میں فرق کو نماز کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ کے آغاز میں متقیوں کی خصوصیات کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے قیام اور مالی قربانی کا حوالہ دیا ہے۔ جبکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہا نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے واضح طور پر فرمایا ہے کہ کام کے لئے نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کے لئے کام کو چھوڑ دو۔

آپ نے بتایا کہ نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے چنانچہ اگر نماز قائم نہ رہے اور شرائط کے مطابق وضو کرکے، کھڑے ہوکر اور توجہ سے ادا نہ کی جائے تو دین کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ جلدی میں نماز ادا کرنا اقامۃ الصلوٰۃ نہیں ہے۔ انصار اپنے مقام کے لحاظ سے اس سوال کا جواب خود تلاش کریں کہ کیا وہ نماز کا حق ادا کر رہے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ارادتاً بھی ایک نماز چھوڑی اس نے گویا کفر اختیار کرلیا۔ چنانچہ حدیث میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک نابینا شخص نے آکر آنحضورﷺ سے عرض کیا کہ راستے کے پتھروں سے اس کے پاؤں زخمی ہوجاتے ہیں اس لئے اُس کو گھر پر نماز ادا کرنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ رحمۃ للعالمین نے ابتدائی طور پر اس کی درخواست مان کر اُسے اجازت عطا فرمادی لیکن پھر اس سے پوچھا کہ کیا اذان کی آواز اُس کے گھر تک آتی ہے۔ اثبات میں جواب ملنے پر آپؐ نے فرمایا کہ پھر مسجد میں آکر ہی نماز ادا کیا کرو۔

نماز باجماعت کی اہمیت اُس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جب ایک چرواہے نے عرض کیا کہ جب وہ ریوڑ چرانے کے لئے جنگل میں ہوتا ہے تو نماز باجماعت ادا نہیں کرسکتا۔ اس پر آنحضورﷺ نے فرمایا کہ وہ اکیلا اذان دے، پھر تکبیر کہے اور پھر نماز پڑھے تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اُس کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص پنجگانہ نماز باجماعت کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ ایک نابینا حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کی درخواست پر حضور علیہ السلام نے انہیں چار روپے ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ نماز باجماعت کی ادائیگی میں سہولت رہے۔ حضورؑ فرماتے تھے کہ سورۃ فاتحہ میں نَعْبُدُ اور نَسْتَعِیْنُ جمع کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے نماز باجماعت کا ہی حکم دیا ہے۔

ایک بار حضرت مسیح موعودؑ کے ہمسایہ میں ایک مغنّیہ ساری رات ناچتی رہی۔ آپؑ نے پتہ کروایا تو علم ہوا کہ اُس کو پانچ روپے کے عوض لایا گیا تھا۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ ایک مغنّیہ صرف پانچ روپے کی خاطر ساری رات ناچ سکتی ہے تو مومن کو سوچنا چاہئے کہ اگر وہ ساری رات آرام سے سوتا رہا ہے تو صبح نماز کی ادائیگی کے لئے نہ اُٹھ سکنے پر اُسے شرم محسوس کرنی چاہئے۔

مجلس انصاراللہ کے قیام کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے انصار کو اُن کی بنیادی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''اس فیصلہ کے ذریعہ اس امر کی بھی نگرانی رکھی جائے گی کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے جو مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کا پابند نہ ہو''۔ پس نماز باجماعت کا قیام انصاراللہ کی تنظیم کا ایک اہم مقصد ہے۔ اور جب انصار اپنی زندگی کے اختتام کی طرف بڑھ رہے ہوں تو اُن کا فرض ہے کہ اپنے خاندان میں اور نسلوں میں نماز باجماعت کی اہمیت کو قائم کریں اور اس مقصد کے لئے بچوں پر سختی کرنے کی بجائے اپنا نمونہ پیش کریں۔ انہیں چاہئے کہ قرآن کریم میں بیان فرمودہ دو انبیاء کی مثالیں ہمیشہ پیش نظر رکھیں جن کی نماز اور عبادت کی مثال خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہ انبیاء حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مکرم امام صاحب نے بتایا کہ مسجدوں کی تعمیر اصل چیز نہیں ہے بلکہ مسجدوں کو نمازیوں سے بھرنا اصل کام ہے اور یہ انصاراللہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ تجربہ اور حکمت کے ساتھ اس بارہ میں دوسروں کی راہنمائی کرنے کا فرض ادا کریں۔

مجلس انصاراللہ کا قیام۔ حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم احسان

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی تھی جس میں آپ نے مجلس انصاراللہ کے قیام کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم احسان کا ذکر کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی باون الہامی صفات سے علم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں کسی انفرادی عظمت کے حامل شخص کی پیدائش کا ذکر نہیں ہے بلکہ ایک ایسے مذہبی راہنما کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جسے ایک روحانی تحریک کا روحِ رواں بننا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو ہمیشہ سنہری حروف میں لکھے جاتے رہیں گے۔ جن میں سے ایک کارنامہ ذیلی تنظیموں کا قیام بھی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے انصاراللہ کے قیام کے وقت اس تنظیم کے مقاصد بھی بیان فرمائے جن میں نیکی و تقویٰ پیدا کرنا، دینی عقائد کو ذہن نشین کروانا، نمازوں کا قیام، قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا، دعوت الی اللہ کرنا، خدمت خلق کرنا وغیرہ شامل تھے۔ حضورؓ نے یہ بھی لازمی قرار دیا کہ ہر ناصر روزانہ نصف گھنٹہ یا ہر مہینہ میں تین دن وقف کرے۔ اور ایک موقع پر فرمایا: ''یاد رکھو تمہارا نام انصاراللہ ہے۔ یعنی اللہ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی و ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیشہ

کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤاورکوشش کروکہ یہ کام نسلاً بعدنسلٍ چلتا چلا جاوے''۔

پس انصاراللہ نے اطاعتِ خلافت کے مراحل میں خلیفۂ وقت کی آواز کو اپنے ممبران تک پہنچانے کا فرض نہایت احسن رنگ میں نبھانے کی کوشش کی۔ سرکلرز کی تیاری یا ماہنامہ ''انصاراللہ'' کے اجراء کا مقصد بھی یہی تھا۔ 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطبات جمعہ کے کیسٹس تیار کرنے کی منظم سکیم ہی تھی جس نے کئی سال بعد MTA کا رُوپ دھارلیا۔خلیفۂ وقت کے خطبات اور خطابات کے تراجم کرنے کا آغاز بھی انصاراللہ کے ذریعہ ہی عمل میں آیا تھا۔

خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے انصار نے اپنے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کی توفیق پائی۔ مرکزی دفاتر تعمیر ہوئے۔تعلیم القرآن اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کے لئے پروگرام ترتیب دیئے۔حضرت اقدسؑ کی کتب کی آڈیوز تیار کرنے کی سعادت حاصل کی۔ دینی تعلیم کا جائزہ لینے کے لئے امتحانات کا سلسلہ شروع کیا۔حتّی کہ اپنے آقا کی خوشنودی کی خاطر اپنے اجتماع کے لئے سائیکل سفر یا پیدل سفر اختیار کرنے لگے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آغاز میں ہی ہدایت دی تھی کہ انصار اپنے پروگراموں کے لئے روپیہ خود جمع کریں۔ چنانچہ ایک مستحکم مالی نظام قائم ہوا۔صدسالہ جوبلی کے شکرانہ کے طور پر مجلس انصاراللہ پاکستان کو تھرپارکر سندھ میں المھدی ہسپتال بنانے کی توفیق ملی۔اسی طرح گزشتہ چندسال میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کو افریقہ میں دس ہزار سے زائد مستحقین کی آنکھوں کے مفت آپریشنز کروانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ متعدد ممالک میں چیریٹی واکس منعقد ہوتی ہیں جن کے ذریعے فلاحی تنظیموں کی مدد کی جاتی ہے۔ صرف برطانیہ میں 1999ء میں دو ہزار پاؤنڈز سے شروع ہونے والی چیریٹی واک کی آمد گزشتہ سال تین لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈز تک پہنچ چکی ہے۔

مقرر موصوف نے کہا کہ بے شمار اجتماعی ترقیات کے علاوہ انصار کے ذاتی نمونے بھی قابل رشک ہیں۔ آپ نے چند واقعات بھی اس ضمن میں بیان کئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد پیش کیا۔حضور انور نے فرمایا کہ'' ہرایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نحن انصاراللّٰہ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے؟ اس کے لئے کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اور قربانیاں ہیں کیا؟......قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں، اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں، اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔''

چندمہمان نمائندگان کا اظہار خیال

اس اجلاس کے اختتام سے قبل تین ممالک سے تشریف لانے والے مہمان نمائندگان نے حاضرین سے مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے ملک میں انصاراللہ کے تحت ہونے والی چیدہ چیدہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

☆ مکرم شاہد منصور صاحب صدر انصاراللہ کینیڈا نے خصوصیت سے صحبت صالحین کے پروگراموں میں بیان کی جانے والی ایمان افروز روایات کا ذکر کیا اور نو احمدی انصار کی دعوت الی اللہ کی خوشکن مساعی بیان کی۔

☆ مکرم فیروز علی صاحب صدر مجلس انصاراللہ آسٹریلیا (جو فجی میں پیدا ہوئے تھے) نے کہا کہ وہ 26 گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد لندن پہنچے ہیں تا کہ اس تاریخی اجتماع میں شامل ہوسکیں۔ آپ نے مجلس آسٹریلیا کی کارگزاری مختصراً بیان کی اور بتایا کہ آسٹریلیا میں مجلس انصاراللہ 1985ء میں قائم ہوئی تھی اور اس وقت اس کی تجنید 563 ہے۔

☆ نائیجیریا سے تشریف لانے والے نمائندہ اور وہاں کی مجلس عاملہ کے رُکن خصوصی مکرم Sanusi Ahmed Babatunde صاحب نے صدر مجلس انصاراللہ نائیجیریا مکرم Alhaji Mikail Babatunde Odukoya صاحب کا مرسلہ پیغام پڑھ کر سنایا جو انہوں نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے اس تاریخی اجتماع کے لئے بھجوایا تھا۔

اجلاس کے اختتام کے بعد مغرب وعشاء نماز باجماعت ادا کی گئی اور پھر طعام پیش کیا گیا۔اس طرح پہلا دن اختتام پذیر ہوا۔

....

بروز ہفتہ 19ستمبر 2015ء

صبح ساڑھے نو بجے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جو دوپہر کے کھانے تک جاری رہے۔ بعد ازاں نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں اور اس کے بعد پونے تین بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

دوسرا اجلاس

مکرم حافظ مظفر احمد صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیرصدارت اس اجلاس کا انعقاد تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طوبان آفرین صاحب آف ملائشیا نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم جلال الدین لطیف صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم مرزا عبدالباسط صاحب آف لندن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام'' باغ میں ملّت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا'' ترنم سے پیش کیا۔

ذکر حبیب۔ دعوت الی اللہ کے آئینہ میں

اس اجلاس کے پہلے مقرر مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوت الی اللہ کے لئے جوش کو بیان کر کے انصار کو بھی اس میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین کی۔

آپ نے بتایا کہ اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل اور تعلیم کی رُو سے دیگر ادیان پر حاوی ہے تاہم اس کی کامل طور پر دنیا بھر میں اشاعت ایسے وقت کو چاہتی تھی جب دنیا ایک گلوبل ویلیج (Global Village) کی شکل اختیار کرلے۔ چنانچہ یہ وقت مسیح موعودؑ کے دَور میں آیا جو آنحضور ﷺ کے بروز کامل تھے اور آپؑ کو بھی تبلیغ دین کا وہی جوش عطا ہوا تھا جو انبیاء کا ہی خاصا ہے۔ آپؑ نے بار ہا فرمایا کہ'' اِس راہ میں اگر مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو کوئی فکر نہیں''۔ ایک بار فرمایا کہ'' خطرہ ہوتا ہے کہ تبلیغ کے جوش کی وجہ سے میرا دماغ نہ پھٹ جائے''۔

مقرر موصوف نے حضرت اقدسؑ کی نثر اور نظم میں سے ایسے کئی اقتباسات اور اشعار پیش کئے جن سے حضور علیہ السلام کے جوش کا اندازہ ہوتا تھا۔ مثلاً ایک بار فرمایا: ''جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو مَیں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر دیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہوجاوے''۔

چنانچہ قادیان کے ہندو لالہ ملاوامل کے ساتھ حضور علیہ السلام کے تعلق کا آغاز بھی حضورؑ کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا۔

پھر جب بٹالہ کے قدرت اللہ نے اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کر لی تو حضورؑ اس قدر بے قرار ہوئے کہ آپؑ نے منشی نبی بخش صاحب کو بھیجا کہ اُن کو واپس اسلام میں لائیں اور یہ دلائل پیش کریں۔ فرمایا کہ اگر میری ضرورت ہو تو مَیں بھی وہاں آجاؤں گا۔ تاہم منشی صاحب کی کوشش کامیاب ہوئی اور قدرت اللہ مسلمان ہوگیا۔

ایک بار حضورؑ کو شدید کمزوری اور ضعف کا غلبہ تھا۔ آپؑ نے قریب بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ اگر انہیں اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو وہ کیا جائے۔ جب کسی کو یاد نہ آیا تو پھر

رسول مقبول ﷺ کی مدح میں نعت سنی شروع کی اور اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ایسا جوش پیدا ہوا کہ دورہ جاتا رہا۔

حضرت اقدسؑ کی دلی تمنا تھی کہ اسلام کا ساری دنیا میں بول بالا ہو۔ چنانچہ ایک بار جب حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اقدسؑ سے کرکٹ کا میچ دیکھنے کے لئے میدان میں آنے کی درخواست کی تو حضورؑ نے فرمایا: تمہارا گیند تو گراؤنڈ کے باہر نہیں جائے گا لیکن مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جس کا گیند ساری دنیا میں جائے گا۔

اسی طرح ایک بار کسی نے جوش سے حضورؑ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک مناظرہ میں کامیابی اور مخالف کی پسپائی کی خبر پہنچائی۔ آپؑ کو اطلاع دی گئی تو آپؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم سمجھے کہ شاید وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر کچھ کرکے دکھانے والے ہوں اور اپنی زندگیاں وقف کریں۔ آپؑ نے مبلغین کے لئے جو خصوصیات بیان فرمائیں اُن میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ قناعت کا مادہ سرفہرست ہے۔ پھر تقویٰ کی خوبی ہو کیونکہ متقی میں قوّت جذب ہوتی ہے اور وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ پھر صبر اور شکر کا شاندار مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ اخلاقی حالت بھی اچھی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور علیہ السلام کے ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے واقعتہً تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ چنانچہ حضرت عبیداللہ صاحب ماریشس تشریف لے گئے تو دسمبر 1923ء میں صرف 32 سال کی عمر میں وہیں وفات پاکر دفن ہوئے۔ اسی طرح حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کو ماریشس بھجوایا گیا تو انہوں نے اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر اپنی فیملی لے جانے کی اجازت چاہی۔ اس پر اُن کو جماعت کی مالی حالت کے پیش نظر بتایا گیا کہ فیملی لے جانے کی صورت میں اُنہیں کبھی واپس نہیں بلایا جاسکے گا۔ چنانچہ وہ فیملی سمیت ماریشس چلے گئے اور 1947ء میں وہیں وفات پاکر دفن ہوئے۔ اسی طرح حضرت مولوی ظہور حسین صاحبؓ آف بخارا نے جب ایران سے روس میں داخل ہونے کی کوشش کی تو جاسوس سمجھ کر گرفتار کرلئے گئے اور نہایت دردناک حالات سے گزرنا پڑا۔ دوسال کی سخت اذیتناک قید کے دوران بھی آپؓ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور کئی قیدیوں کو مسلمان کرلیا۔ قید کے دوران آپؓ کو ایسے مظالم کا نشانہ بنایا گیا کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آخر آپؓ کی دعا کے نتیجہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو رؤیا میں اُن حالات کی خبر دی گئی جن میں حضرت مولوی صاحبؓ گرفتار تھے اور اس کے بعد پھر کوشش شروع ہوئی اور آپؓ کی رہائی عمل میں آئی۔

موصوف مقرر نے بتایا کہ وہ داعیان الی اللہ بھی تھے جو افریقہ میں پانچ سال تک صرف پتّے کھا کر گزارا کرتے رہے۔ اسی طرح وہ مبلغین بھی تھے جو تبلیغ کی پاداش میں بلند عمارتوں اور چلتی ہوئی بسوں سے نیچے گرادیئے گئے۔ لیکن اُن کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور عزمِ صمیم کے ساتھ اپنے مقصد کے لئے سرگرم عمل رہے۔

آخر میں مکرم مولانا عبدالماجد صاحب نے ایک اقتباس پیش کیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج عمر بڑھانے کا نسخہ تبلیغ ہی کو قرار دیا ہے۔

ابتلاؤں پر الٰہی جماعتوں کی استقامت اور اس کی برکات

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب کی تھی جس میں آپ نے الٰہی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں کے نتیجہ میں نازل ہونے والی برکات کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ابتلاؤں کے نتیجہ میں وہ قومیں تیار ہوتی ہیں جو دنیا کی تقدیر بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ آغازِ اسلام میں بھی توحید کے مقابل جو آندھی چلی تو وہ کونسا دُکھ تھا جو آنحضور ﷺ کو نہ دیا گیا۔ اُن مظالم کا تصوّر کرکے دل کانپ اٹھتا ہے لیکن وہ کوہِ وقار اپنے منصب کے ادا کرنے میں کبھی سست اور غمگین نہیں ہوا۔ جس طرح شیریں پانی حاصل کرنے کے لئے زمین کو کھودنا پڑتا ہے اسی طرح مصائب اٹھائے بغیر وہ لذّت نہیں مل سکتی۔ لیکن اس کے لئے خدا کی محبت اور اُس پر توکّل بہت ضروری ہے۔

انبیاء کی بعثت کے آغاز سے قربانیوں کی تاریخ بھی شروع ہوتی ہے۔ یہی تاریخ ایک سوسال قبل قادیان میں بھی جاری ہوئی۔ بے شمار دوسرے مصائب کے ساتھ کابل میں جو دردناک واقعہ پیش آیا اُسے حضرت مسیح موعودؑ نے صدق وصفا کا راستہ قرار دیا اور حضرت سید عبداللطیف شہیدؓ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ جوانمرد اور ربّ کریم کا محبوب تھا۔

خدا تعالیٰ ہر قربانی کا اجر دیتا ہے اور ان مظالم کا سامنا کرتے ہوئے حضورؑ نے بھی یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ ''اے تمام لوگو! سن رکھو، یہ اُس کی پیشگوئی ہے...... وہ اس جماعت کو تمام دنیا میں پھیلا دے گا اور غلبہ بخشے گا''۔

بیرونی ابتلاؤں کے ساتھ ساتھ دینی جماعتوں میں اندرونی فتنے بھی جنم لیتے ہیں جن کے ساتھ بھی کامیابیاں وابستہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ خلافت اولیٰ میں جب منافقین نے سر اٹھایا تو یورپ میں تبلیغ کی نوید ملی اور پہلا احمدی مبلغ لندن بھجوایا گیا۔ پھر خلافت ثانیہ میں انکارِ خلافت کے فتنہ کے نتیجہ میں فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ 1934ء میں احرار نے قادیان پر دھاوا بولا تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ تم سب مخالف متحد ہوجاؤ اور قادیان کے منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملالو لیکن یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے۔ ساری قومیں مل کر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ چنانچہ اس ابتلاء کے نتیجہ میں تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا۔ 1953ء کے فسادات ہوئے تو عدالتی کارروائی کی رپورٹ میں ثابت ہوگیا کہ یہ فتنہ مولوی کی کُوکھ سے پھوٹا ہے لیکن اس فتنہ کے نتیجہ میں جماعت کو وقف جدید کے قیام کی خوشخبری عطا ہوئی۔ 1974ء میں وسیع پیمانہ پر منظّم مظالم کا بازار گرم کیا گیا تو خدا تعالیٰ احمدیوں کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ ساڑھے سات سوسال بعد سپین میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔ مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت بے شمار طبّی اور تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔

آج خلافت خامسہ میں بھی ظلم وجور کا بازار گرم ہے۔ 28 مئی 2010ء کو لاہور کی دو مساجد میں 86 احمدیوں کو شہید کردیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ماں نے اپنے نو دس سالہ بچے کو اگلے جمعہ ہی مسجد میں بھیجا اور کہا کہ تم نے وہیں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنی ہے جہاں پچھلے جمعہ تمہارے باپ نے شہادت پائی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا تھا کہ جب تک احمدی ماؤں میں یہ روح زندہ رہے گی تب تک دنیا کی کوئی طاقت جماعت احمدیہ کو شکست نہیں دے سکتی۔

مقرر موصوف نے تاریخ احمدیت سے متعدّد واقعات بیان کرکے بتایا کہ ہر قربانی اور ابتلاء کے نتیجہ میں ترقیات کی نئی سیڑھیاں جماعت کو عطا ہوتی رہی ہیں۔ پس یہ مخالفتیں اور ظلم و جور جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتیں۔ ان کے پھل جماعت کی کامیابی کی صورت میں لگنے ہیں اور لگ رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر وہ رُوح زندہ رکھیں اور استقامت، صبر اور دعاؤں کے ساتھ ایسی تکالیف کا مقابلہ کرتے چلے جائیں۔

الٰہی جماعتیں اور دعوت الی اللہ کی ذمہ داریاں

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی تھی جس میں آپ نے قرآن کریم، سنّت نبوی ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے انصار کو دعوت الی اللہ کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مقرر موصوف نے قرآن کریم کے حوالہ سے بتایا کہ تبلیغ کے تین اصول بیان ہوئے ہیں۔ اوّل: تبلیغ خدا کی خاطر ہو۔ دوم: عمل صالحہ کا بہترین نمونہ بھی ہو۔ اور سوم: مسلمان

امن وآشتی کا علمبردار رہے۔

آنحضور ﷺ نے نہایت حکمت کے ساتھ دنیا کو امن کی دعوت دی اور اپنا بہترین نمونہ دکھایا بلکہ سابقہ انبیاء کے نمونے اپنی زندگی میں پیش کر دیئے۔

قرآن کریم نے حضرت نوحؑ کی تبلیغ کو عزم واستقلال کا نمونہ ٹھہرایا ہے۔آپؑ نے دن رات اعلانیہ اور مخفی، اجتماعی اور انفرادی، ہر سطح پر اتمام حجّت کر دی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے گھر سے تبلیغ کا آغاز کیا اور بادشاہ نمرود کو بھی تبلیغ کی۔قوم کے ساتھ مناظرے بھی کئے۔داعیان کی جماعت کی تربیت بھی کی جن کے ذریعہ لمبا عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری رکھا۔حضرت یوسفؑ نے جیل میں بھی تبلیغ جاری رکھی۔حضرت صالحؑ نے ایک دَر بند ہونے پر تبلیغ کے نئے دروازے تلاش کئے۔اونٹنی کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا۔حضرت موسیٰؑ نے جرأت کے ساتھ سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہا۔ ان سب انبیاء کے نمونے آنحضور ﷺ میں جمع کر دیئے گئے۔آپ ﷺ نے حکمت کے ساتھ غرباء کو بھی اور امراء کو بھی تبلیغ کی۔بادشاہوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھے۔کبھی بشیر بن کر خوشخبری دی اور کبھی نذیر بن کر ڈرایا۔حتّٰی کہ ایک پہلوان رکانہ کے ساتھ بھی اس کے کہنے پر کُشتی کی اور تین بار اُس کو پچھاڑ دیا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا۔حج اور میلوں کے دنوں میں وہاں جاتے اور تبلیغ کرتے۔طائف میں لہولہان ہو گئے۔اس حالت میں ایک باغ میں پناہ لی جہاں ایک خادم ترس کھا کر انگوروں کا خوشہ آپ ﷺ کے لئے لایا تو آنحضور ﷺ نے اس کو بھی تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔مدینہ آنے کے بعد نجران کے عیسائیوں کے ساتھ گفتگو کی، طائف کے مشرکین کو تبلیغ کی۔یہودی خادم بیمار ہوا تو اُس کے گھر گئے اور اُس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔خیبر کے میدان میں ایک حبشی چرواہا ملا تو اُسے تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہو کر خیبر کی لڑائی میں ہی شہادت پا گیا۔آپ ﷺ کسی کو بھی تبلیغ کے حوالہ سے حقیر نہیں جانتے تھے۔

آنحضور ﷺ نے تبلیغ کا آغاز انفرادی تبلیغ سے کیا۔یہ دراصل ایسا انداز ہے جس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ جتنی مرضی پابندیاں لگ جائیں لیکن انفرادی تبلیغ کا ذریعہ کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔

مخالفت بھی تبلیغ کا ذریعہ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ مہمانوں سے اُن کے علاقوں میں مخالفت کا بھی پوچھا کرتے تھے۔چنانچہ کئی مخالفین آتے لیکن اسلام قبول کر لیتے۔

اسی طرح مظلومیت بھی بہت بڑی طاقت ہے۔حضرت حمزہؓ نے یہی دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا کہ ابوجہل نے ناحق آنحضور ﷺ کو دُکھ پہنچایا ہے۔

ہجرت بھی اسلام کے لئے طاقت کا سبب بنی اور اسی کے نتیجہ میں مرکزِ اسلام مدینہ بھی عطا ہوا۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ندا دی ہے کہ زمین پر اب سچا مذہب صرف اسلام ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر سچے دین کی تبلیغ کریں۔حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تبلیغ کا یہ سلسلہ خلافت کے ذریعہ جاری رہا اور جس طرح حضرت اقدسؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ فرمائی تھی، اسی طرح حضور انور نے بھی امن کے قیام کی خاطر دنیا کے اہم ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھے۔ نیز کئی ممالک کی پارلیمنٹس کے علاوہ کیپیٹل ہِل اور یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمائے اور ان خطابات اور خطوط کے نتیجہ میں امن کا سفیر کہلائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دعوت الی اللہ کی کامیابی کے لئے اپنے دل میں درد پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ لوگ ہدایت پا جائیں۔

یہ اجلاس دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا جو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے کروائی۔

ایک اسیر راہ مولیٰ کے رات دن

اگلے اجلاس کی صدارت مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے کی۔ پہلے مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے اپنے دَورِ اسیری کے حوالہ سے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کئے۔آپ کو اکتوبر 1984ء میں اس واقعہ کے بعد گرفتار کر لیا گیا تھا جس میں مکرم رانا نعیم الدین صاحب نے مسجد احمدیہ ساہیوال میں اپنی حفاظت میں گولی چلائی تھی۔اس کے نتیجہ میں گیارہ احمدیوں پر سراسر جھوٹا مقدمہ درج کر کے فیصلے میں مکرم رانا صاحب اور مکرم الیاس منیر صاحب کو سزائے موت اور چار احمدیوں کو سات سات سال قید بامشقت سنائی گئی۔ جھوٹے گواہوں کی مدد سے سماعت جاری تھی کہ فیصلہ سے قبل ہی عدالت نے احمدیوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ رحم کی اپیل کرنا چاہتے ہیں۔احمدیوں کا فیصلہ تھا کہ ضیاء جیسے فرعونوں کے سامنے ہمارے سر کٹ تو سکتے ہیں لیکن جُھک نہیں سکتے۔یہ فیصلہ ایسا تھا جو توثیق کے لئے جب گورنر غلام جیلانی کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو مسترد کرتے ہوئے نظرثانی کا حکم جاری کیا۔اس پر ضیاء نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے کر نئے فیصلہ میں سزائے موت پانے والوں کے جرمانہ کی سزا میں اضافہ کر دیا اور سات سال کی قید پانے والوں کی سزا کو عمر قید میں بدل کر جرمانہ میں بھی اضافہ کر دیا۔اور پھر یہ فیصلہ ضیاءالحق نے اپنے دستخطوں سے جاری کیا۔

مقرّر موصوف نے اس دوران جماعت کے عمومی ردّعمل اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایات اور دعاؤں سے طے ہونے والے مراحل کا ذکر کیا۔ حضورؒ نے ایک طرف تو اسیرانِ راہ مولیٰ کو "تذکرۃ الشہادتین" کا کثرت سے مطالعہ کرنے کی تحریک فرمائی اور خطوط میں ڈھارس دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ "بہت دعا کریں کہ میرا اور اس پیاری جماعت کا سر ہر ابتلا میں بلند رہے اور کبھی غیراللہ کے سامنے نہ جھکے"۔دوسری طرف حضورؒ نے اپنے مولیٰ کے حضور دعاؤں اور آہ وفغاں کی انتہا کر دی۔

ضیاءالحق کے فیصلہ کے بعد اسیران کو کال کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔اسیران نے رحم کی اپیل کی بجائے فیصلہ کو چیلنج کیا تو نظرثانی کی درخواست مسترد کر کے دونوں کو سزائے موت پانے والوں کو پھانسی گھاٹ میں بند کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ سات دن بعد پھانسی دیدی جائے گی۔مکرم الیاس منیر صاحب نے بیان کیا کہ ایسے وقت میں مَیں نے پھانسی کے مقام پر جا کر بالکل بےخوف ہو کر سارے نظام کو اچھی طرح دیکھا اور پھر ایک روز اپنی آنکھوں کے سامنے موت کو سرپٹ بھاگتے ہوئے بھی دیکھا۔اسیری کے دوران متعدد بار خوابوں میں مشکلات سے نجات کے نظارے بھی اللہ تعالیٰ نے دکھائے۔

اسیری میں تبلیغ کے مواقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔اس وجہ سے ہمیں مارا پیٹا بھی گیا، قید تنہائی میں بھی ڈالا گیا، بیڑیاں بھی لگائی گئیں۔صوبائی انتظامیہ کو ہمارے خلاف درخواستیں دی گئیں۔ دھمکیاں بھی دی جاتیں۔ جب ایک غریب آدمی کی درخواست پر ہم نے اُسے اپنے کھانے میں شریک کر لیا تو مخالفین نے اُسے لعن طعن کر کے ہم سے دُور کر دیا۔ایک شخص کے کہنے پر مَیں نے اُسے قرآن پڑھانا شروع کیا تو بھی یہی ردّعمل دیکھنے میں آیا۔پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ہماری جیل سے رہائی کی قبل از وقت خوشخبری دیدی گئی اور جس دن ہماری باعزت رہائی عمل میں آئی تو رمضان کو گزرے تین چار روز ہوئے۔حضورؒ نے مسجد میں فرمایا کہ اس رمضان میں مَیں نے بہت دعا کی کہ خدایا اگلا رمضان ان کو جیل میں نہ آئے۔

مجلس انصاراللہ یوکے کی متفرق مساعی

اس کے بعد مجلس انصاراللہ برطانیہ کے قائد تبلیغ مکرم شکیل احمد بٹ صاحب اور قائد مال مکرم عبدالمنان اظہر چوہدری صاحب نے اپنے اپنے شعبہ جات میں کارکردگی کی

رپورٹس پیش کیں اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ریجنل قائدین اور مقامی زعماء میں سندات امتیاز تقسیم کیں۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کی متفرق سرگرمیوں اور اُن کے خوش کُن نتائج پر مختصراً روشنی ڈالی۔ آپ نے بیان کیا کہ اس وقت انصاراللہ یوکے کی Charity Walk for Peace جماعت کے تعارف کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

اس کے بعد مکرم فیصل مبارک صاحب آف مانچسٹر نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا نعتیہ منظوم کلام ''اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی'' پیش کی۔

قاتلانہ حملہ سے معجزانہ شفاء

مکرم شفقت صاحب آف ڈاور (ربوہ) نے ایک ذاتی واقعہ بیان کیا کہ جب احمدی ہونے کی وجہ سے چنیوٹ میں اُن پر ٹوکہ سے حملہ کر کے گردن میں گہرا گھاؤ لگایا گیا تو گردن کا بڑا حصہ کٹ گیا۔ چنیوٹ ہسپتال والوں نے بتایا کہ یہ چند منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ کوشش کر کے فیصل آباد لے جاؤ۔ چنانچہ فیصل آباد پہنچے تو ڈاکٹر نے پہلے تو مایوسی کا اظہار کیا بعد میں ساڑھے پانچ گھنٹے کا آپریشن کیا اور 17 بوتلیں خون کی انہیں لگائی گئیں۔ ڈاکٹر نے آپریشن کے بعد بتایا کہ اگر یہ زندہ بھی رہا تو یادداشت ختم ہوجائے گی اور بایاں حصہ فالج زدہ ہوجائے گا۔ ساری عمر لقوی کے باعث منہ کھلا رہے گا اور بائیں آنکھ بند نہیں ہوسکے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل کیا اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزانہ صحت عطا فرمائی۔

لاہور میں دہشتگردی کی کہانی۔ ایک شامی احمدی کی زبانی

اس اجلاس کی آخری تقریر ڈاکٹر محمد المسلم الدروبی صدر جماعت احمدیہ شام (سیریا) کی تھی جو 28 مئی 2010ء کے دہشتگردی کے واقعہ کے وقت احمدیہ مسجد دارالذکر لاہور میں موجود تھے۔

آپ نے بتایا کہ اگرچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ شام کے بزرگ اور صلحاء آپؑ کے لئے دعا کرتے ہیں تاہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں شام کے کسی شخص کو قبولِ احمدیت کی توفیق نہیں ملی تھی۔ ایک لمبے عرصہ بعد پہلے شامی شخص نے جس کا تعلق Tripoli سے تھا، احمدیت قبول کی۔ 1925ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے شام کا دورہ فرمایا اور وہاں کے علماء کو دعوت الی اللہ کی لیکن انہوں نے پیغام قبول کرنے کی بجائے مخالفت میں پورا زور لگا دیا۔ تاہم آج میں عینی شاہد ہوں کہ خدا کے فضل سے وہ پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ پہلے مبلغ تھے جنہیں شام بھجوایا گیا اور آپؓ کی قربانی، محنت اور دعاؤں سے بہت سے شامیوں نے احمدیت قبول کر لی۔ آپؓ کے واپس آنے کے بعد محترم منیر الحصنی صاحب شام کے پہلے امیر مقرر ہوئے۔ اس دَور میں احمدیت کو ترقیات عطا ہوئیں لیکن عوام اور حکومت کی طرف سے بھی مخالفت بھی زور شور سے ہونے لگی۔ کئی احمدیوں کو مشق ستم بنایا گیا اور بہت سے احمدیوں کو اسیرانِ راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔ 1989ء میں مجھے بھی 25 روز جیل میں گزارنے کا موقع ملا جب مَیں صد سالہ جوبلی جلسہ دیکھ کر لندن سے واپس پہنچا۔ سنگین حالات کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے شام کے احمدیوں کو غیر ضروری طور پر متحرک ہونے سے منع فرما دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خدائی اشاروں کو دیکھتے ہوئے ہمیں پھر تبلیغ کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ 2007ء میں مجھے جماعت احمدیہ شام کا صدر مقرر کیا گیا۔ ہم نے تازہ جذبہ کے ساتھ دعوت الی اللہ کا آغاز کیا تو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی کامیابیاں بھی عطا فرمائیں لیکن عوام اور حکومت نے مخالفت اور ظلم میں بھی انتہاء کر دی۔

2010ء میں مجھے پاکستان جانے کا موقع ملا۔ 28 مئی کو مَیں دارالذکر لاہور میں نماز جمعہ ادا کرنے پہنچا۔ مَیں محراب کے سامنے کھڑا ہو کر نوافل ادا کرنے میں مصروف ہوگیا۔ یہ میری زندگی کے عجیب نوافل تھے کہ نصف گھنٹہ روحانیت کے ایسے ماحول میں گزرا جو میری زندگی میں پہلی بار آیا تھا۔ اس مختصر وقت میں مَیں نے جتنی بھی دعائیں کرنے کی توفیق پائی، خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری ہر دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ یہ نماز واقعی ایک عجیب پُرسرور تجربہ تھا۔

جب حملہ شروع ہوا تو مَیں پہلی صف میں بیٹھا تھا۔ امام نے سب کو لیٹنے اور درود شریف پڑھنے کا کہا لیکن اُن کے اردو میں الفاظ مجھے سمجھ نہیں آرہے تھے اس لئے انہوں نے مجھے ہاتھ سے لیٹنے کا اشارہ کیا۔ اسی اثناء میں میرے قریب ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور میری ایک ٹانگ شدید زخمی ہوگئی اور مَیں خون میں نہا گیا۔ وہاں دہشتگردی کے گھناؤنے کھیل کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا۔ شدید فائرنگ اور دھماکوں کے دوران بھی احمدیوں کی طرف سے کوئی شور یا آہ و فغاں نہیں تھا بلکہ خاموشی سے سب درود شریف اور استغفار میں مشغول تھے۔ جب بھی کسی تہ خانہ میں یا دوسرے کمرہ میں جانے کا اشارہ ہوتا تو کسی دھکم پیل کے بغیر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے عمل ہوتا۔ ایک نوجوان کے پاس پانی کی بوتل تھی جو اُس نے آگے پکڑائی تو شدید گرمی کے باوجود لوگ صرف ایک ایک گھونٹ پی کر آگے دوسرے کو پکڑانے لگے۔ یہ ایثار دیکھ کر عجیب احساس ہوتا تھا۔ اسی دوران دوسرے دھماکہ سے میری دوسری ٹانگ بھی زخمی ہوگئی۔ جب دہشتگردوں کی گولیاں تھم گئیں تو زخمیوں کو باہر نکالا جانے لگا۔ مجھے بھی سہارا دے کر باہر لایا گیا۔ مسجد کا فرش شہداء کی لاشوں سے بھرا ہوا اور بہے ہوئے خون سے سرخ تھا۔ پھر مجھے باہر لایا گیا تو اندر سے ایک نوجوان میرا موبائل فون لے کر آیا اور مجھے پکڑا کر بتایا کہ یہ مَیں نیچے تہ خانہ میں بھول آیا تھا۔ پھر مجھے ہسپتال لے جایا گیا۔ ہسپتال کے عملہ کے ایک فرد نے فون کرنے کے بہانے سے مجھ سے فون لیا اور پھر وہ فرد مجھے دوبارہ نظر نہیں آیا اور نہ ہی فون ملا۔ اس وقت مجھے احمدیوں اور غیروں کے درمیان فرق کا صحیح اندازہ ہوا۔

بعد میں مجھے بتایا گیا کہ میری ٹانگوں کے اندر کتنے سپلنٹرز ابھی تک موجود ہیں اور یہ بھی ہڈی بھی فریکچر ہوچکی ہے۔ میرا آپریشن کیا گیا۔ آپریشن سے قبل ڈاکٹر نے آکر مجھ سے معذرت کی کہ میرے ساتھ یہ سلوک کرنے والے واقعی انسانیت کے دشمن ہیں۔ مَیں سوچنے لگا کہ پاکستانی قوم میں ابھی بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔

مقرّر موصوف نے کہا کہ احمدیوں پر حملہ کرنے والے دہشتگرد دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے مبلغ ہیں حالانکہ وہ نفرت پھیلانے کا کام کرتے ہیں اور اُن کا عمل اس بات کا گواہ ہے کہ یہ گھناؤنا کردار بھی شدید نفرت کا ہی نتیجہ ہے۔

شہدائے احمدیت کے حوالہ سے مشاعرہ کا انعقاد

آج کا آخری پروگرام ایک مختصر مشاعرہ کا انعقاد تھا جو شہدائے احمدیت کے حوالہ سے منعقد کیا گیا تھا۔ اس مشاعرہ میں نظامت کے فرائض معروف شاعر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب نے سرانجام دیئے۔ شعراء میں اُن کے علاوہ مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب (جرمنی)، مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب (ناروے)، مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب (جرمنی)، مکرم آدم چغتائی صاحب (برمنگھم) اور مکرم عبدالقدوس طاہر صاحب شامل تھے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے مقامی شعراء کو اس شعری نشست میں شامل نہیں کیا گیا۔

رات قریباً سوا سات بجے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا جس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئی اور پھر کھانا پیش کیا گیا۔

اتوار 20 ستمبر 2015ء

اتوار کے روز بعد دوپہر محترم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی زیر صدارت منعقد ہونے والے اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم معید حامد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم سلیمان ہاشم صاحب نے پیش کیا اور مکرم خالد بٹ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال'' ترنم سے پڑھا۔

صف دوم کے انصار کا کردار اور ذمہ داریاں

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ٹومی کالون صاحب نائب صدر صف دوم کی تھی جنہوں نے صف دوم کے انصار کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

آپ نے بتایا کہ صف دوم کے انصار نسبتاً بہتر صحت کے مالک ہوتے ہیں اور جسمانی مشقت کی خدمت بہتر انداز میں کر سکتے ہیں نیز قربانیاں پیش کرنے کا اُن کا معیار بھی بہت عمدہ ہوتا ہے۔ عموماً صف دوم کے انصار وہ ہیں جو اس ملک میں پیدا ہوئے یا لمبے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں اور معاشرتی طور پر سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ اُن کی انگریزی زبان بھی بہتر ہے اور وہ دعوت الی اللہ اور دیگر پروگراموں میں بھی زیادہ بہتر انداز میں خدمت کر سکتے ہیں۔ یہی وہ انصار ہیں جنہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ مجلس انصاراللہ اور جماعت احمدیہ کی خدمت کی توفیق پانی ہے اس لئے ان کو اپنی ذمہ داریوں کو خاص طور سمجھنا چاہئے اور خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت اور اخلاقی و روحانی ترقیات کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔

دعوت الی اللہ کے میدان میں تجربات

اس اجلاس میں دوسری تقریر مکرم جاوید حیدر حمید صاحب کی تھی جنہوں نے دعوت الی اللہ کے میدان میں اپنے تجربات کو مختصراً بیان کیا اور اپنی تبلیغی کوششوں پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے بہت سی تاریخی تصاویر بھی حاضرین کو دکھائیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے والد چودھری حمید احمد لائلپوری صاحب 1961ء میں برطانیہ آئے تھے اور مَیں نے اس ملک میں احمدیت کی حیرت انگیز ترقیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی البم میں ایسی تصاویر ہوں گی جو اُس کی اور اُس کے خاندان کے احمدیت کے ساتھ مضبوط روابط کی عکاس ہوں گی۔

دو سال قبل مجھے یہ ہدایت ملی کہ چیریٹی واک سے جمع ہونے والی کچھ رقم ایسی کونسلز کی چیریٹیز کو دینے کا اہتمام کیا جائے جہاں احمدیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے تا کہ وہاں کے مقامی مستحق افراد بھی ہماری طرف سے جمع کی جانے والی رقم سے استفادہ کر سکیں۔ چنانچہ ایسی تقاریب کا اہتمام کیا گیا اور ان کونسلوں کے تمام کونسلرز کو دونوں کتب "Life of Muhammad" اور "Pathway to Peace" تحفۃً دی گئیں۔ مجھے حیرانی اس بات پر تھی کہ ان تقاریب کے انعقاد کے لئے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے یہ کام خود بخود ہو رہے تھے اور ہم صرف دعائیں کرتے ہوئے یہ نظارے دیکھتے رہے۔

خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا غیر معمولی انتظام فرمایا۔ کونسلز کے اجلاسات میں انسانیت کی خدمت کے لئے چیریٹی کی رقم بھی پیش کی گئیں۔ جماعت کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا۔ شجر کاری کی مہم اور بسوں پر محبت اور امن کے پیغامات کی تشہیر کا بھی بہت فائدہ ہوا۔ نمائشیں اور سٹالز بھی لگائے گئے۔ بے شمار افراد نے یہ اظہار کیا کہ انہیں مسلمانوں میں کسی ایسے پُرامن فرقے کی موجودگی کا علم ہی نہیں تھا اور وہ احمدیت کی متأثرکُن تعلیم سے بے خبر تھے۔ چنانچہ مقامی اور ضلعی کونسلز میں منعقد ہونے والی ایسی میٹنگز کے نتیجہ میں تعلقات میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی اور بہت سی مثبت سرگرمیوں نے جنم لیا۔ ہمیں اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے کئی میٹنگز بھی ترتیب دی گئیں جن میں کونسلرز نے اپنے تعلق سے مہمانوں کو دعوت دی کہ وہ ہماری بات سنیں۔ الحمدللہ یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ کئی مہمانوں نے بعد ازاں ہمارے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔

مقرّر موصوف نے انگریزی زبان بولنے والے انصار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ ارشاد یاد دلایا جس میں حضور علیہ السلام اس تمنّا کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپؑ کو انگریزی کا علم عطا فرما دے تو آپؑ اپنی ساری زندگی انگریزی بولنے والے ممالک میں تبلیغ کرتے ہوئے گزار دیں گے۔ چنانچہ آج ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی تڑپ کو سامنے رکھ کر اس ملک میں تبلیغ کریں۔ اس کے علاوہ اب برطانیہ میں ہر نیشنیلٹی اور ہر زبان بولنے والے لوگ موجود ہیں اسلئے تمام انصار کے لئے اپنی زبان میں دعوت الی اللہ کرنے کے مواقع بھی موجود ہیں۔ اور یہ بات بھی اہم ہے کہ تبلیغ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات عطا ہوتے ہیں اُن کا مشاہدہ ہم ہر روز کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کے اثرات

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم عارف احمد صاحب آف سپن ویلی کی تھی۔ آپ نے بھی اپنے تبلیغی تجربات کو بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ امریکی پادری Terry Jones کی طرف سے قرآن کریم کے خلاف چلائی جانے والی مُہم نے میری زندگی کا رُخ بدل کر رکھ دیا اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی قرآن کریم کے نسخوں اور تعلیمات کو پھیلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ نمائشوں کا اہتمام کرنے کا جذبہ مجھ میں پیدا ہو گیا۔ چنانچہ سب سے پہلے مَیں نے سپن ویلی میں ایسی نمائش لگانے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ نمائش لگانا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا لیکن آغاز میں ہی مجھے اندازہ ہوا کہ یہ کام میری سوچ کی نسبت سے بھی بہت آسان تھا۔ پہلے کونسل سے رابطہ کر کے ٹاؤن ہال کی بکنگ کروائی اور پھر مہمانوں یعنی اپنے دوستوں کو بذریعہ فون مدعو کرنا شروع کیا۔ کونسلرز، ممبر پارلیمنٹ اور میئر وغیرہ کو بذریعہ ای میل دعوت دی اور نمائش کے لئے مواد جمع کرنا بھی شروع کر دیا۔

اسی اثناء میں مُلّاؤں نے کونسل پر نمائش کینسل کرنے کے لئے دباؤ ڈالا اور متنبّہ کیا کہ اس نمائش کے لگانے سے فساد بھڑک اُٹھے گا۔ مُلّاؤں نے MP پر بھی دباؤ ڈالا کہ وہ نمائش دیکھنے نہ جائے۔ ان حالات میں نمائش مُلتوی کر دی گئی لیکن ہم نے لائبریریوں میں اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ سے قرآن کریم اور اس کی صحیح تعلیم سے متعلق لٹریچر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ اس کا ردّعمل بہت خوش کُن تھا۔ خاتون پادری نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ چنانچہ ایسے شہر میں جہاں پہلے بعض احمدیوں کا خیال تھا کہ لائبریریوں میں قرآن کریم یا جماعت کی کتب قبول نہیں کی جاتیں، وہاں کی گیارہ لائبریریوں میں ہم نے قرآن کریم کے قریباً 30 نسخے رکھوائے جو شکریہ کے ساتھ قبول کئے گئے۔

پھر ہم نے کتاب "Life of Muhammad" کی تقسیم بڑے پیمانے پر شروع کی۔ اس کا ردّعمل اتنا مثبت تھا کہ مقامی کونسلرز کی حمایت ہمیں حاصل ہو گئی۔ اسی دوران ہم نے میئر کو چیریٹی کے لئے چیک بھی پیش کیا۔ میئر، کونسلرز اور دیگر مقامی رہنماؤں کی طرف سے نہایت حوصلہ افزا پیغامات موصول ہوئے۔ سب ہی نے دل کھول کر قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضور ﷺ کی حیات مبارکہ کو سراہا اور حضور انور ایدہ اللہ کی کتاب "World Crisis..." کو بہت پسند کیا گیا۔ چرچ اور کونسل سے تعلق رکھنے والے کئی افراد (بشمول میئر آف ڈرہم) از خود ہماری مسجد میں آئے۔ Durham کی

لائبریریوں کے کونسلر انچارج نے لائبریریوں میں رکھوائی گئی کتب پر بہت عمدہ خیالات کا اظہار کیا۔ یورپین پارلیمنٹ کے رکن نے کتب ملنے پر شکریہ ادا کیا۔

موصوف نے بتایا کہ ان تبلیغی کاموں کے نتیجہ میں روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور مادی دنیا سے دل اُچاٹ ہونے لگتا ہے۔ آپ اپنی فیملی کو بھی اس کام میں شامل کر لیں تو سب کی تربیت ہونے لگتی ہے۔ افطار پارٹیاں، عیدملن پارٹیاں، کافی مارننگ کے نتیجہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے معاشرہ میں خوب پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے اور حقیقی معانی میں انصاراللہ بن جانا چاہئے۔

انٹرنیٹ کے نقصانات سے بچاؤ میں والدین کا کردار

اس اجلاس کی چوتھی تقریر مکرم نثار آرچرڈ صاحب سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ یوکے کی تھی۔ آپ نے گرافس اور اعداد و شمار کی مدد سے انٹرنیٹ اور دیگر اسی قسم کی ایجادات کے بارہ میں نہایت مفید امور حاضرین کے سامنے پیش کئے۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: ''انٹرنیٹ کے فوائد و نقصانات اور والدین کا کردار''۔

مکرم آرچرڈ صاحب نے بتایا کہ انٹرنیٹ کی مدد سے نئی چیزوں اور ڈیزائن وغیرہ کی تخلیق کے علاوہ رابطوں کی بھی بہت آسانی ہوگئی ہے۔ بینکنگ اور بزنس سے متعلقہ امور نبٹانے بھی آسان ہوگئے ہیں۔ لیکن ان فوائد کے ساتھ جو نقصانات پہنچ رہے ہیں اُن کی فہرست کافی طویل ہے۔ نیز موبائل فون بھی آجکل اسی زمرے میں آتا ہے جس کی مدد سے ای میل، پیغام رسانی (Messaging)، سوشل سائٹس پر جانے اور ویڈیو گیمز کھیلنے کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ بچوں میں انٹرنیٹ کے ذریعہ کیا منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 26 فیصد بچوں کا خیال ہے کہ جو کچھ وہ انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں اس کا علم اُن کے والدین کو نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح 55 فیصد بچوں نے اپنا نام اور دیگر معلومات اجنبی لوگوں کو مہیا کیں۔

آپ نے بتایا کہ دراصل انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ نشہ کا رنگ اختیار کر چکے ہیں۔ اس کے خطرات کے نتیجہ میں غیر مناسب جنسی مواد تک رسائی، نفرت، نسل پرستی اور تشدد میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔ بچے مذہب سے دُور اور آزادی کی طرف جا رہے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ اگر اخلاقی تعلیم موجود ہے تو پھر مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ والدین اور گھر سے رابطہ میں مسلسل کمی آرہی ہے۔ حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے پاس بچے پیدا کرنے کے لئے تو وقت ہے لیکن بچوں کی دیکھ بھال کے لئے وقت نہیں ہے۔

مکرم آرچرڈ صاحب نے بتایا کہ آج ضرورت ہے کہ بعض چیزیں گھر میں ایسی اختیار کی جائیں جو فیملی یونٹ کو تقویت دیں۔ ان میں MTA دیکھنے کے علاوہ نماز باجماعت کا قیام بھی شامل ہے۔ اسی طرح کھانا اکٹھے کھانے کی روایت بھی ڈالنی چاہئے۔

اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے انٹرنیٹ کے استعمال کے متعلق انصار کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنے کے لئے ایک سنہرا اصول بیان کیا اور کہا کہ انٹرنیٹ کے استعمال کا ایک ہی معیار ہونا چاہئے یعنی جو چیز ایک ناصر کے لئے دیکھنا ٹھیک ہے وہی چیز اُس کے بچوں کے لئے دیکھنا بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح انصار کو اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ نیز انصار بھائیوں کو یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نماز فحشاء اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

مکرم نثار آرچرڈ صاحب کی تقریر کے مؤثر مواد اور چارٹس کی مدد سے اعداد و شمار کے منفرد بیان کو حاضرین نے بہت سراہا۔

مہمان نمائندگان کی تقاریر

☆ اس کے بعد مکرم افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے مختصر تقریر میں جرمنی میں جماعتی ترقیات پر مختصر روشنی ڈالی۔ عمارات کی خرید، اخبارات میں جماعت کے تعارف اور تبلیغی سرگرمیوں کو بیان کیا۔

☆ پھر مکرم انور احمد رشید صاحب صدر مجلس انصاراللہ سویڈن نے اپنے ملک میں مجلس کے تحت ہونے والے چند امور بیان کئے۔ مسجد کی تعمیر اور فن لینڈ کے زیر انتظام ایک خودمختار ریاست کے طور پر موجود ایک جزیرہ میں (جہاں کی زبان سویڈش ہے) تبلیغی کوششوں اور کامیابیوں کا ذکر بھی کیا۔

☆ مکرم رائے عبدالقدیر صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے نے اپنے ملک میں مسجد کی تعمیر کے بعد سے ہر ماہ کے تیسرے منگل کو ہونے والے 'اوپن ڈے' کی کامیابی کا ذکر کیا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضور انور کے ارشاد کے بعد اب ناروے کے انتہائی شمال میں واقع علاقہ میں بھی مسجد کی تعمیر کے منصوبہ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

☆ مکرم Miljuan Hadjiran صاحب نمائندہ صدر مجلس انصاراللہ ملائشیا نے بھی اپنی مختصر تقریر میں ملائشیا میں تبلیغ پر پابندی اور دیگر مشکلات کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ 39 احمدیوں کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے الزام میں ایک مقدمہ کا سامنا ہے۔ انہوں نے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ ملائشیا کے لئے خیر و عافیت کے حالات پیدا فرمائے۔ آمین۔

☆ مجلس انصاراللہ غانا کے نائب صدر اوّل مکرم محمد افورن صاحب نے بھی اپنے ملک کے حوالہ سے مختصر خطاب کیا۔ آپ نے بتایا کہ احمدیت کا پیغام 1921ء میں غانا میں پہنچا تھا چنانچہ چھ سال بعد اس مدّت پر ایک سو سال مکمل ہونے پر وہاں صد سالہ جوبلی کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے پروگرام کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی اور یہ بھی بتایا کہ پہلے غانا میں ایک ٹی وی سٹیشن کے قیام کی کوششیں کی جارہی تھیں کہ اس دوران مقامی ٹی وی چینل سے بہت کامیاب معاہدہ طے پا گیا ہے۔

موصوف نے غانا کے مقامی روایتی کپڑے سے تیار کردہ ایک خوبصورت یادگاری سووینئر بھی مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کو پیش کیا۔

☆ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ یوکے کی تھی۔ آپ نے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پُرشوکت الفاظ میں انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

☆ نماز اور طعام کے وقفہ کے بعد مکرم شمیم احمد خان صاحب (انچارج دفتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ) نے مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات میں دوم اور سوم آنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔

ایثار و قربانی کی زندہ حکایات

اس اجلاس کے آخر میں مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے مختصر مگر بہت پُراثر تقریر کی۔ آپ نے ایثار و قربانی کی چند روایات بیان کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ آج ہمیں بھی اُنہی مقدّس وجودوں کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔

آپ نے بتایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے اپنا بستر بھی دے دیا اور خود سخت سردی کی ساری رات یونہی بیٹھ کر گزار دی۔ اسی طرح لنگر خانہ کے بجٹ کے ختم ہونے پر حضرت امّاں جانؓ نے اپنا زیور پیش کر دیا۔

1922ء کی مجلس شوریٰ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ بجٹ کے

مطابق چندہ اکٹھا نہیں ہوسکا اس لئے نظارتیں اپنے بجٹ میں 30 فیصد کمی کریں۔ اس کے بعد ایک خصوصی کمیٹی نے مزید کمی کی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ نے خود جائزہ لے کر بجٹ میں مزید کٹوتی کی۔ وہ دَور ایسا تھا جب جماعت کے ملازمین کو پانچ پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں مل سکی تھیں۔ ایسے میں کسی مخیّر شخص نے معمولی رقم ایک ایسے دوست کو دی جن کے گھر چند روز سے چولہا نہیں جلا تھا۔ ایثار کا یہ عالم تھا کہ اُس دوست نے اُس معمولی رقم میں سے نصف آگے ایک ایسے دوست کو پیش کردی جس کے بارہ میں وہ جانتا تھا کہ وہ کئی وقت کا بھوکا ہے۔ ایثار کے یہی مظاہرے ہرسطح پر جاری تھے۔ چنانچہ جب ایک دوست بھوک کی وجہ سے بیہوش ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا سارا کھانا اٹھا کر اس حکم کے ساتھ بھجوایا کہ اُس دوست کو ضرور کھلا دیا جائے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ آنحضور ﷺ کے دَور میں بھی صحابہ نے نہایت تنگی کا زمانہ دیکھا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنا دسترخوان بھرا ہوا دیکھا تو رو پڑے۔ دوسروں کے پوچھنے پر بتایا کہ مجھے اُحد کا وقت یاد آ گیا تھا جب ہمارے پاس اپنے شہیدوں کے اوپر ڈالنے کے لئے پوری چادر بھی نہ ملتی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جب مسجد فضل لندن کی تعمیر کے لئے احمدی خواتین کو مالی قربانی کرنے کی تحریک فرمائی تو ایک پٹھان عورت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں بتایا کہ اُس کی ہر چیز دفتر سے مِلی ہوئی ہے۔ اُس کے کپڑے، چادر حتّٰی کہ قرآن کریم بھی دفتر نے دیا ہے۔ اُس کے پاس سوائے ایک دو مرغیوں کے کچھ نہیں اور انہوں نے بھی اس موسم میں انڈے کم دیئے ہیں۔ پھر اُس نے دو روپے حضورؓ کی خدمت میں پیش کئے کہ یہ مسجد کی تعمیر کے لئے قبول فرمالیں۔

اسی طرح ایک ماں کے جذبات کا اظہار کرنے والا یہ واقعہ بھی ہے کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے فرقان فورس میں شمولیت کے لئے نوجوانوں کو تحریک فرمائی تو ایک وفد ضلع گوجرانوالہ پہنچا اور وہاں ایک مقام پر جب حضورؓ کا ارشاد حاضرین تک پہنچایا گیا تو کسی نے بھی حامی نہ بھری۔ اس پر پردہ کے پیچھے سے ایک بیوہ عورت نے اپنے اکلوتے بیٹے کو آواز دی کہ او فلاں! کیا تُو نے خلیفۃ المسیح کا پیغام نہیں سنا؟ اُٹھ اور لبیک کہہ۔

جب یہ واقعہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تحریر کیا گیا تو حضورؓ فرماتے ہیں کہ میرا دل جذبات سے اسقدر مغلوب ہوگیا کہ مَیں نے کام چھوڑ کر دعا کی کہ اے خدا! میرا بھی حق ہے کہ مَیں قربانی کروں، تُو میرے بیٹے کی جان لے لیجیو لیکن اس ماں کا سہارا نہ چھیننا۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ گزشتہ ایک سال میں دس ہزار مرتبہ انصار تبلیغ کے لئے باہر نکلے ہیں لیکن دراصل یہ صرف 700 انصار کی مساعی تھی۔ چنانچہ اگر انصار کی تعداد بڑھ جائے تو دعوت الی اللہ کے نہایت خوش کُن اثرات ظاہر ہوں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں۔ ہماری میٹنگز آمدن، نشستن اور برخواستن نہیں ہونی چاہئیں۔ آج جو لوگ جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے، اُن کی اولادیں آئندہ ملنے والے انعامات سے محروم ہوجائیں گی۔

پاکستان میں ہونے والے مظالم اور شہادتوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ احمدی شہیدوں کے خون ہم سے کچھ مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ تم سے خون مانگا گیا اور تم نے خون دیا، ہم سے وقت مانگا گیا اور ہم نے وقت پیش کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے انصار کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ روزانہ نصف گھنٹہ یا ہر ماہ تین دن خدمت دین کے لئے پیش کریں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اختتامی اجلاس

سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اجتماع گاہ میں تشریف لائے تو احباب نے پُرزور نعروں سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ حضور انور کی زیر صدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم معاذ احمد نوید صاحب آف ملائشیا نے کی۔ مکرم جلال الدین لطیف صاحب آف امریکہ نے آیات کریمہ (سورۃ الصّف :15-11) کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں انصار نے اپنا عہد دہرایا۔ پھر مکرم اکبر بیگ صاحب آف جرمنی نے حضرت مصلح موعودؓ کے کلام '' خدمت دین کو اِک فضل الٰہی جانو'' سے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال 13 میں سے 12 علاقائی مجالس نے اپنے اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ اس اجتماع کو پلاٹینم جوبلی کے حوالہ سے منانے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے دیگر ممالک کے نمائندگان کو بھی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی چنانچہ 15 ممالک سے نمائندگان شامل ہوئے۔ اس اجتماع کو دیکھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ اجتماع کے انعقاد کے لئے کسی بڑی جگہ کی تلاش کرنی ہوگی۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل آنے والے انصار کے علاوہ اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر مختلف مجالس کے زعماء کو بھی سندات و انعامات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ امسال **مجموعی کارکردگی کی بنیاد پر چھوٹے ریجنز میں ساؤتھ ویسٹ ریجن سرفہرست رہا۔ جبکہ بڑے ریجنز میں ساؤتھ ریجن اوّل، لندن ریجن دوم اور بیت النور ریجن سوم قرار پائے۔ چھوٹی مجالس میں اوّل مجلس براملے ولیوشم (Bromley & Lewisham)، دوم مجلس سوانسی (Swansea) اور سوم مجلس وُلورہیمپٹن (Wolverhampton)** رہیں جن کے زعماء نے سندات خوشنودی وصول کیں۔ **جبکہ عَلَم انعامی کے مقابلہ میں مجلس حلقہ مسجد فضل سوم آئی، مجلس ناربری (Norbury) دوم قرار پائی اور مجلس مچم (Mitcham) اوّل آکر عَلَم انعامی اور سندِ خوشنودی کی حقدار ٹھہری۔** اللہ تعالیٰ یہ اعزازات ان مجالس کے لئے ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ اور پھر دعا کے ساتھ مجلس انصاراللہ برطانیہ کا یہ کامیاب اور بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ اجتماع کے نیک اثرات کو جاری رکھے۔ شاملین اجتماع کو نیک راہوں پر چلنے اور اپنے پیارے آقا کی پاکیزہ نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اجتماع کے انعقاد کے لئے مختلف پہلوؤں سے خدمت بجالانے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اگر آپ کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت کسی بھی حوالہ سے خدمت کی سعادت عطا ہوتی رہی ہے تو اپنی یادداشتیں مرتّب کرکے ارسال فرمائیں تاکہ انہیں مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تاریخ کے لئے محفوظ کیا جاسکے۔ اس حوالہ سے مزید معلومات کے لئے رابطہ فرمائیں:

0744 33 96 495

مثالی طالب علم

احمدیہ لٹریچر سے علم دوستی، علم پروری کے واقعات سے انتخاب

قسط چہارم

(مرتبہ : طارق حیات
مربی سلسلہ احمدیہ)

توحید کا عظیم سبق

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ

''غانا میں جب بچے سکول میں داخل ہوئے تو یہ Protestant عیسائی فرقہ کا سکول تھا، جہاں عیسائیوں کی تعلیم دی جاتی تھی تو حضور نے بچوں سے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کوئی بھی نظم پڑھائی جائے جس میں ان کا خدا کا بیٹا ہونا یا کسی بھی رنگ میں شرک کا کوئی پہلو ہو تو تم لوگوں نے ہرگز ایسی نظم نہیں پڑھنی۔ اسمبلی میں نظم Hymns پڑھی جاتی تھی۔ پہلے دن بچے ڈنڈے کھا کر گھر آئے کہ نظم نہ پڑھنے کی سزا ملی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو تسلی دی اور سمجھایا کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے ایسی نظم نہیں پڑھنی۔ تین دن یہ مار کھانے کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے دن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خود سکول گئے اور ہیڈ ٹیچر سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اور ہم حضرت عیسیٰ کو نبی تو مانتے ہیں مگر خدا کا بیٹا نہیں۔ اس لئے میرے بچے سکول میں یہ نظم نہیں پڑھیں گے۔ بچوں کے کورس میں بائبل بطور Subject مضمون کے تھی ہیڈ ٹیچر نے کہا کہ یہ لازمی مضمون ہے۔ تمہارے بچے فیل ہو جائیں گے۔ اس پر حضور انور نے جواب دیا کہ میرے بچے جب یہ بھی ذکر آئے گا تو یوں لکھیں گے کہ عیسائی مذہب کا point of View (نکتہ نظر) یہ ہے۔ اس پر ہیڈ ٹیچر نے بچوں کو نظم نہ پڑھنے کی اجازت دے دی۔ حضور ایدہ اللہ نے بہت حکمت اور تدبر سے اس مسئلہ کو حل کیا اور یہ توحید کا پہلا سبق تھا جو حضور نے اپنے بچوں کو دیا۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان، سیدنا مسرور نمبر، مطبوعہ: ستمبر، اکتوبر 2008ء صفحہ 17، 18)

ایک مثالی طالب

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب ابن حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب رضی اللہ عنہما کی خود نوشت سوانح حیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ 1913ء میں ہندوستان سے تعلیم کی غرض سے نکلے اور مصر و شام میں زیر تعلیم رہے، بیت المقدس میں اپنے اعلیٰ تعلیمی امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ صلاح الدین ایوبیہ کالج میں وائس پرنسپل مقرر ہوئے اور بعد ازاں سلطانیہ کالج میں پرنسپل رہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ 1903ء میں تعلیم حاصل کرنے قادیان پہنچے، اس وقت تک آپ نارووال مشن سکول میں ابتدائی درجے پاس کر چکے تھے، آپ کو جماعت ششم میں داخلہ ملا۔ قادیان میں آپ کو 1903ء سے 1908ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضان صحبت سے استفادہ کا اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی اجازت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نمازیں پڑھنے کا موقع ملا۔

آپؓ گورنمنٹ کالج لاہور میں 1908ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد داخل ہوئے۔ آپؓ کے والد صاحب کا خیال تھا کہ آپ ڈاکٹری پاس کریں، اس لئے FSc میں میڈیکل کا کورس لیا۔ اُن دنوں میڈیکل کالج کا ایک سال کا کورس FSc کے ساتھ شامل کیا گیا تھا اور میڈیکل کالج کی ڈگری کی تعلیم بجائے پانچ سال کے چار سال کر دی گئی تھی۔

1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے آپؓ سے فرمایا: ''جتنی انگریزی کی ہمیں ضرورت ہے اُتنی آپ نے پڑھ لی ہے۔ اب نورالدین کی شاگردی اختیار کریں۔ جس راستے پر نورالدین چلائے گا اس میں آپ کے لئے کامیابی ہے''۔ آپ لکھتے ہیں کہ کم و بیش یہی آپ کے الفاظ تھے جو محبت سے بھرے لہجے میں آپ کی زبان مبارک سے نکلے اور میرے دل میں گڑ گئے۔

قرآن مجید کا درس تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بار بار سننے کا موقع ملا۔ اس درس میں بھی حضور کی شفقت ہم طالب علموں پر خاص تھی۔ آپ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کو اور مجھے عربی، صرف و نحو، ایک عربی کتاب اصول شاشی اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کو منطق پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔ خود حضور رضی اللہ عنہ نے موطا امام مالک پڑھانے کے بعد صحیح بخاری بھی درساً درساً پڑھائی۔ اس طرح فوز الکبیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی۔ طالب علمی کے زمانہ ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب پڑھنے کا مجھے موقع ملا۔ سلسلہ کی کتابیں بھی پڑھنے کا مجھے بہت شوق تھا......

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے میں نے دو تین سال پڑھا۔ اس دوران میں حضور کی عیادت کا بھی مجھے موقع ملا۔ جب حضور گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے ہیں انہی دنوں کی بات ہے۔ شیخ تیمور احمد جو آپ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، سے آپ نے فرمایا کہ ولی اللہ شاہ کو وقف کی تحریک کی جائے اور ان سے میرے متعلق اچھی امید کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ شیخ تیمور احمد نے مجھ سے فرمایا کہ میں مخلص ہو کر دینی تعلیم حاصل کروں اور کالج کی تعلیم کا خیال چھوڑ دوں اور جب خلیفہ اولؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، حضرت حافظ روشن علیؓ، اور شیخ تیمور کو ''مفتاح العلوم'' کا سبق پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ میں بھی شریک ہو جاؤں۔ مجھے عربی کا بہت معمولی علم تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ میں حیران ہوا۔ بلکہ میرے ساتھی بھی حیران ہوئے لیکن حکم کی تعمیل میں دو تین سبقوں میں شریک ہوا۔ مجھے اپنی کمزوری کا نہایت درجہ احساس ہوا۔ حضرت حافظ صاحب سے سبق پڑھنے کے لئے جدوجہد کی۔ میرے دوست مرزا برکت علی صاحب بھی میرے ساتھ وہی سبق پڑھتے تھے جو مَیں پڑھتا تھا۔ مسجد مبارک میں ہمیں حافظ صاحب پڑھا رہے تھے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے۔ ''تہانوں نہیں عربی اونی''۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کون زیر زبر پیش کے ساتھ ساتھ ہر دفعہ اپنی آنکھیں اونچی نیچی کرے۔ اگر یہ زیر زبر پیش نہ ہو تو پڑھنا ناممکن ہے۔

اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ پڑھائی جاری رکھوں یا نہ رکھوں۔ایک جمعہ کے دن مسجد مبارک کے اس حجرہ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سرخی والا نشان دکھایا گیا تھا بیٹھا پڑھ رہا تھا (اسی کمرہ میں میری رہائش تھی)۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرے پاس تشریف لائے اور اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔دوران گفتگو میں مجھ سے فرمایا: کیا خیال ہے اگر آپ کو مصر بھیج دیا جائے تو آپ وہاں عربی پڑھیں۔ مدرسہ احمدیہ کے لئے بھی ہمیں ضرورت ہے۔

مَیں یہ بات مذاق سمجھا لیکن بار بار فرمایا: مذاق نہیں یہ اقرار کریں تو ابھی انتظام کیا جاسکتا ہے۔آپؓ اٹھے نہیں جب تک کہ مجھ سے پختہ اقرار نہیں لے لیا اور چند دنوں میں میری اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے سفر کی تیاری ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے دعا کے ساتھ ہمیں الوداع کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خوش خوش باہر شہر سے جا کر ہمیں یکے پر بٹھا کر رخصت کیا۔یہ واقعہ 1913ء کا ہے۔

آپؓ مزید بتاتے ہیں کہ قاہرہ میں قدیم طریقہ تعلیم سے میرا دل اچاٹ ہوگیا۔ابھی چار ماہ گزرے تھے کہ اس تصرف سے بیروت دیکھنے کا مجھے موقع ملا اور میں نے شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کو قاہرہ چھوڑ کر بیروت میں پڑھائی شروع کردی۔اتنے میں جنگ عظیم اول شروع ہوگئی اور بیروت میں خطرہ تھا۔میرے اساتذہ نے مشورہ دیا کہ میں حلب چلا جاؤں۔چنانچہ میں حلب آیا اور یہاں اعلیٰ پایہ کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔اسی اثناء میں مجھے سات ماہ ایک ترکی رسالہ میں بھی خدمت کا موقع ملا اور میری خدمت کے صلہ میں سفارش کی گئی کہ ترکی کے امتحان کی شرط سے مجھے مستثنیٰ کیا جائے۔چنانچہ بیت المقدس میں مَیں نے امتحان دیا اور اچھے نمبروں پر پاس ہوا۔اور صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس میں بطور استاد متعین ہوگیا اور یہاں عربی میں پڑھانے اور تعلیم جاری رکھنے کا سنہری موقع ملا۔فن تعلیم و تدریس میں مقابلہ کے ایک امتحان کا اعلان ہوا جس میں کئی اساتذہ شریک ہوئے۔مَیں اس امتحان میں اول رہا اور مجھے ایک تمغہ اور پچاس اشرفیاں انعام میں ملیں اور شام کی یونیورسٹی سے جو سند بہ دستخط وزیر تعلیم اور کونسل جاری کی گئی وہ بھی تعلیمی لحاظ سے میرے لئے بہت خوش کن تھی۔اس میں اس بات کا ذکر تھا کہ ایک قلیل عرصہ میں علوم آدابِ عربیہ کی ایسی قابلیت حاصل کر لینا ایک نادر بات ہے۔الحمدللہ علیٰ ذالک

فرماتے ہیں کہ یہ میری تعلیمی جدو جہد کی مختصر سرگذشت ہے۔(مشار الیہ سند مع قیمتی لائبریری 1947ء میں بوقت تقسیم لُوٹ میں ضائع ہوگئی)۔صلاح الدین ایوبیہ کالج میں مجھے تاریخ ادیان انگریزی اور اردو پڑھانے کا موقع ملا اور شام میں انگریزوں اور امیر فیصل کی افواج داخل ہونے کے بعد مجھے سلطانیہ کالج کا وائس پرنسپل منتخب کیا گیا اور یہاں علم النفس (Psychology) اور علم الاخلاق (Ethics) کے مضامین دیئے گئے۔

شاہ صاحب اپنے یادگار زمانہ طالب علمی کو یاد کر کے اپنے قابل قدر اساتذہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ ''میں اس گھڑی کو ہر وقت یاد کرتا ہوں کہ جب میرے یہ استاد مجھے پڑھایا کرتے تھے۔تاریک رات، موسلا دھار بارش، غضب کی ٹھنڈک اور سردی اور نیند کا شدید غلبہ، بعض اوقات رات کے بارہ بج جاتے مگر یہ اساتذہ مجھے پڑھانے کی انتہائی خواہش رکھتے تا کہ میں اپنی تعلیم کی جلدی سے تکمیل کرسکوں اور یہ کام محض بغیر اجر و خواہش کے کیا کرتے تھے کیونکہ ان کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھ میں خیر و برکت کو دیکھتے ہیں۔''

(ملخص از حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب ، مرتبہ احمد طاہر مرزا)

کجا یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ عربی چھوڑنے پر غور کر رہے تھے اور کجا یہ کہ اہل زبان بھی آپ کی قابلیت کو ایک نادر معاملہ شمار کرتے ہیں۔یہ ہے خلافت احمدیہ کی مکمل اطاعت کا نتیجہ!۔

(باقی آئندہ)

تعلیمی پرچہ جات میں اعلیٰ کامیابی

شعبہ تعلیم مجلس انصاراللہ برطانیہ کی طرف سے تعلیمی پرچہ تمام انصار کو بھجوایا جاتا ہے۔انصار یہ پرچہ حل کرنے کے بعد اپنے زعیم مجلس کے توسط سے مرکز میں بھجواتے ہیں۔حوصلہ افزائی کے لئے ذیل میں ایسے انصار بھائیوں کے نام (مع اسماء مجالس) درج کئے جا رہے ہیں جنہوں نے مختلف تعلیمی پرچہ جات میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اگر آپ کا نام یا آپ کی مجلس کا نام اس فہرست میں شامل نہیں ہے تو اس بارہ میں ضرور غور فرمائیں اور تعلیمی پرچہ جات کے حل کرنے کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ان پرچہ جات کو مرتّب کرتے ہوئے یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ان کے نتیجہ میں انصار کو اپنی تعلیمی، تربیتی اور روحانی ترقی کا موقع ملے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان فوائد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

2015۔پیپر نمبر 2

مجلس سوانزی: شکیل احمد صاحب۔لطیف احمد شیخ صاحب۔آصف اقبال بسرا صاحب۔ محمد خالد خان صاحب۔قمر منیر صاحب۔حنیف احمد صاحب۔

مجلس برنٹوڈ: ظفر محمود نور صاحب۔رحیم بخش صاحب۔محمد خان مجوکہ صاحب۔محمود احمد خان صاحب۔ملک عبدالباسط صاحب۔عمران یوسف صاحب۔مظہر اقبال صاحب۔ نصیر احمد صاحب۔رانا عبدالرزاق صاحب۔بختیار احمد صاحب۔فیاض احمد صاحب۔شیخ محمد صفدر صاحب۔محمد ابراہیم عابد صاحب۔بشیر احمد صاحب۔احمد رضا خان صاحب۔ محمد انور صاحب۔ چوہدری منور آصف صاحب۔لقمان ہمایوں صاحب۔ عامر غفار صاحب۔ ملک لقمان احمد خان صاحب۔فضل عمر ڈوگر صاحب۔عضفر احمد صاحب۔ عبدالجبار صاحب۔محمد اشرف چوہدری صاحب۔حمید اللہ خان صاحب۔

مجلس بالہم: حبیب الرحمٰن غوری صاحب۔شاہد محمود صاحب۔مشہود اسلم صاحب۔راشد احمد صاحب۔ظفر سلام خان صاحب۔ چوہدری نصر اللہ احمد صاحب۔محمد شاہد خالد ورک صاحب۔ پروفیسر نواز احمد صاحب۔مسعود کبیر صاحب۔نصیر احمد عابد صاحب۔عباس احمد صاحب۔خلیفہ نسیم الدین صاحب۔مرزا رضوان احمد صاحب۔

2014ء۔پیپر نمبر 5

مجلس کوونٹری : راجہ فضل احمد صاحب۔منصور احمد صاحب۔ مبارک احمد صاحب۔ محمد سلمان یوسف صاحب۔